هٰذَابَیَانُ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ط (پ۴، ع۵)

(یہ سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے)

غم ضیائے عالم بہا

سنہ ۲۰۱۰ء

ایصالِ ثواب

مرتب کردہ:۔

فقیر سید ضیاء اللہ یداللہی غفرلہٗ

ہدیہ:۔ اللہ دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رسالۂ ہذا بنام

”ایصالِ ثواب“

کو

اپنے خاوند محترم حضرت پیرومرشد سید ضیاء اللہ یداللّٰہی ۔ بی اے۔
کے ایصالِ ثواب کی خاطر لِلّٰہ تقسیم کرنے کے لئے طبع زاد کیا ہے
اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائیں
اور ناظرین رسالہ ءھذا کو باعمل بنائیں۔ آمین

پیش کردہ:۔

سیدہ بی بی جان صاحبہ

زوجہ حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ یداللّٰہی صاحبؒ
سید عالمؒ محلّہ (چھ گیٹ) دائرہ، چن پٹن۔

۲۸ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

تعداد:۔ ایک ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ یداللّٰہی صاحب

کی مختصر سی سوانح عمری

(26 نومبر 1926ء تا 26 دسمبر 2010ء)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدا ور پیدا

اس عالم رنگ و بو میں کون آتا ہے اور کون چلا جاتا ہے کس کو خبر رہتی ہے؟ مگر چند ایسی ہستیاں ہوتی ہیں۔ جن کا وجود ایک عالم کیلئے سرمایہ ناز و افتخار ہوتا ہے اور جن کے گزر جانے کا المیہ وہ کسی ایک فرد کا نہیں کسی ایک طبقہ کا نہیں کسی ایک جماعت علاقہ تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہر خاص و عام کا ذاتی المیہ بن جاتا ہے۔ ایسی ہی نام نہاد ہستیوں میں شامل ہیں حضرت پیرو مرشد الحاج سید ضیاء اللہ صاحب یداللّٰہیؒ بی اے۔ جو 19 محرم الحرم 1432ھ کو اس دنیائے فانی کو الوداع کہا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا تعلق تارک الدنیا مہدی مرشدینِ کے یداللّٰہی خاندان سے ہے۔ آپ کے والد حضرت مشائخ سید عالم یداللّٰہی صاحبؒ (منشی، منشی عالم، منشی فاضل، مولوی، مولوی عالم، مولوی فاضل کامل متکلم تھے) مجلسِ العلماء، اجماع فقراء گروہ مہدویہ انجمن کے صدر اور حضرت علامہ شمسیؒ کے شاگرد تھے. آپ کے دادا سید ابراھیم یداللّٰہیؒ خاندان یداللّٰہی کے ایک متوکل بزرگ تھے۔ جن کا

سلسلہ میاں حضرت سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاں صاحب رحؒ (جن سے یداللّٰہی خاندان کی بنیاد پڑی تھی) کے فرزند میاں سید ذین العابدین سے ملتا ہے۔ حضرت میاں سید ذین العابدینؒ کا سلسلہ 8 ویں پُشت پر امام حضرت سید محمد مہدی موعود جونپوریؑ سے اور 27 ویں پُشت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

آپ کی پیدائش بنگلور ضلع کے شہر چن پٹن کے ایک خدا پرست گھرانے میں 26 نومبر 1926ء کو ہوئی۔ آپ نے پرائمری اور ہائی اسکول کی تعلیم 1944ء میں ختم کی اسکے بعد آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے حیدر آباد چلے گئے۔ 1948ء میں نظامیہ کالج حیدر آباد سے ڈگری حاصل کی۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت سید نجی اللہ صاحب مرحوم اور بہنوں میں سیدہ اکبر النساء صاحبہ مقیم پاکستان اور سیدہ رشیدہ بانو صاحبہ حال مقیم بنگلور ہیں۔ 1949ء میں آپ نے صحافتی سفر شروع کیا۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد صحافت سے جڑ گئے۔ پھر سرکاری نوکری سے لگ گئے۔

حضرت مشائخ ابو یوسف سید یعقوبؒ عرف پاپا میاں صاحب کی دختر سیدہ شہزادی قمر بانو سے 1950ء میں آپ کا عقد ہوا۔ اس زوجہ سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں ان میں سے بڑے فرزند شیر خوار انتقال کر گئے۔ حضرت نے ایکنامک سروئے دپارٹمینٹ آف انڈیا میں 7 سال تک ملازمت کی 1960ء میں اپنے والد محترم کے انتقال کے بعد ملازمت کو استعفیٰ دیدیا، اس دوران آپ کے ازدواجی زندگی ناخوشگوار رہی تو انہوں نے 1963ء میں عقد ثانی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور فقرجی سید مصطفےٰ صاحب مرحوم وسیدہ شہزادی بانو کی دخترِ اوّل سیدہ بی بی جان صاحبہ سے اپنے بڑوں کی رضامندی سے عقد ثانی کیا بی جان صاحبہ حضرت سید عالم محلّہ میں اپنے سسرال کے مکان میں آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگیں۔ زوجہ دوم کی آپ سے چار اولاد ہوئے جن میں تین لڑکے اور ایک لڑکی (سید عبدالکریم عرف مھدوی کریم ،سید خدا بخش، سید یحییٰ اور سیدہ فروخ نکہت) ہوئیں۔

اردو روزنامہ ''الکلام'' ''پاسبان'' سالار وغیرہ اخبارت کے لئے اپنی خدمات پیش کی اس دوران آپ کا یہ صحافتی سفر بامِ عروج کو پہنچ چکا تھا اس دور میں آپ ملک کے نامور صحافیوں میں شمار ہونے لگے تھے اور 1978ء میں آپ نے دہلی کا رخ کیا۔ اور UNI نیوز ایجنسی سے وابستہ ہو گئے اور ہندوستان ٹائمس اور پیٹریٹ وغیرہ کے لئے کام کیا۔

جیسے ہی وہ اپنی کامیابی کی بلندیوں پر چڑھتے رہے یہاں چن پٹن میں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے فرزند سید عبدالکریم عرف ''مہدوی کریم'' نے صحافت میں قدم رکھا اور اپنے باپ دادا کے دور سے چلی آرہی صحافت کو قائم رکھا ۔ اور روزنامہ سالار میں 1980ء سے خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کی محنتوں کا نتیجہ تھا کہ روزنامہ سالار نے ان کو ''جوان سال فوٹو جنرلسٹ'' کے خطاب سے نوازا تھا۔ حضرت سید ضیاء اللہ صاحب دور تھے مگر اپنی نظر، تجربہ، نصیحتوں سے اپنے فرزند کو صحافتی دنیا سے دور نہیں رکھا۔ آپ نے تو 16 سال قبل ''ترک دنیا'' کر کے صحافت کو الوداع کہہ دیئے مگر ان کا خون آج بھی صحافت میں دوڑ رہا ہے۔ ان کے چھوٹے فرزند (سید یحییٰ) آج بھی اپنے والد کے نقش وقدم پر چل رہے ہیں اور ہندوستان کے سب سے بڑا اردو اخبار ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' کے لئے چن پٹن سے نامہ نگار ہیں۔

1984ء میں آپ نے پاکستان کا دورہ کیا اور پاکستان کے مشہور سیاست دانوں سے انٹرویو لئے جو پاکستان کے سیاسی اور سماجی حالات کا مکمل جائزہ پر مبنی تھا۔ اس میں آپ کے پاس سماعتی کیسٹ اور دوسرا مواد تھا جو واپسی پر پاکستانی حکومت ضبط کرسکتی تھی اُس کو انہوں نے ہائی کمشنر سے گزارش کی کے یہ مواد با حفاظت ڈپلومیٹک کوریر سے ہندوستان روانہ کرے اور سارا مواد ان کے حوالے کر دیا گیا یہ مواد پاکستانی حکومت کے خلاف تھا جو بعد میں انہیں با حفاظت مل گیا بعد ازاں آپ نے 200 صفحات پر مشتمل یہ کتاب تحریر فرمائی (پاکستان این اینڈ ویت اوٹ بگینِنگ) **"Pakistan An End Without Begining"** کتاب کو برصغیر میں آفاقی شہرت حاصل ہوئی اس کا اندازا اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستانی حکومت نے اس کتاب پر پابندی لگادی اور ہندوستان کی حکومت نے اپنی فوج کو یہ کتاب کا مطالعہ کرنے کا حکم دیا۔ USA کے سفارتی عہدہ نے 200 کتابوں کا آرڈر دیا آپ کا یہ کارنامہ ناقابلِ فراموش ہے اور قابلِ فخر بھی، آپ کی شہرت میں مزید اضافہ ہوا۔

1992ء میں آپ سبکدوش ہو کر بنگلورو واپس آگئے۔ پھر اردو صحافت کی خامیوں کو دور کرنے کی جانب راغب ہوئے تو کرناٹک اردو اکاڈمی نے اردو صحافت سے متعلق ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی اُسے قبول کرتے ہوئے آپ نے 1994ء میں ایک کتاب ''اردو صحافت ٹرانسلیشن اینڈ اڈیٹنگ'' تحریر فرمائی جو آپ

کے عظیم کارناموں میں شامل ہے۔ یہ کتاب 560 صفحات پر محیط 18 عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ صحافتی زبان فساحت و بلاغت، لفظ و معنیٰ کی صحت ،املا، جنس، تزکیرو تانیث، رموز و اوقاف، ترجمہ، اداریہ نویسی سرخیاں وغیرہ کے علاوہ آٹھ ضمیمے بھی ہیں جو صحافیوں کے لئے نہایت مفید اور ضخیم صحافتی اثاثہ ہے اور طلباء کے لئے ہندوستان کے کئی یونیورسٹیوں میں 'یم اے' کے نصاب میں شامل کرلیا گیا ہے۔آپ کا یہ کارہائے نمایاں قومِ مہدویہ کے لئے باعثِ فخر مستور ہے یہ اعزاز شاید ہی کسی دیگر فرد کو حاصل ہوا ہو! اس کتاب کے لئے آپ کو اردو اکاڈامی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

1994ء میں آپ نے اپنی زندگی کا اہم قدم اُٹھایا۔انھوں نے اپنے والد مولانا حضرت مشائخ سید عالم صاحب یداللّٰہیؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی ٹھانی اور ''دنیا ترک'' کیا اور حضرت مشائخ سید ذین العابدین یداللّٰہی ارشادی کے ذریعہ ترکِ دنیا کے حقیقی معنوں کو اپنایا۔ سب سے پہلے پالگھاٹ سے آپ کو ڈھنڈتے ہوئے ایک بزرگ فقیر وائی سید محمد میرانجی صاحب آپ کے پاس آئے اور ایمان کی گفتگو کرنے کے بعد ان سے پگڑی بندوا کر ترکِ دنیا کیا۔ حضرت مشائخ سید ذین العابدین یداللّٰہی کے فرزند حضرت مشائخ سید منجو یداللّٰہی حالِ مقیم پال گھاٹ نے آپ سے علاقہ لگائے۔ آپ نے ترکِ دنیا کے بعد اپنے آبائی مکان جو نہایت خستہ حال تھا اسی گھر میں زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور مہدویوں کے عقائد پر مبنی کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔ جب آپ حیدرآباد میں زیرِ تعلیم تھے اس وقت آپ کے والد مولانا مولوی سید عالم یداللّٰہیؒ، بڑے بھائی حضرت سید نجی اللہ صاحب مرحوم اور بہنوی سید اللہ بخش اسحاقی صاحب مرحوم سے سخت تاکید تھی کہ کالج کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی کی لائبریری جائیں اور وہاں پر جو بھی مہدوی مواد ملے اسے قلم بند کیا کریں، کالج کے بعد آپ اپنے بزرگوں کے حکم کی تعمیل کرتے اور رات دیر گئے تک کتب خانے میں مصروفِ مطالعہ رہا کرتے۔ایک وقت انھوں نے کہا تھا کہ یہ میرا جمع کیا ہوا سرمایہ مہدویت کی کتابوں کے ترجمہ کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوا ہے۔آپ کے والد اور بڑے بھائی بھی ملتِ مہدویہ کے لئے بہت کام کرنا چاہتے تھے۔مگر زندگی نے انہیں مواقع نہیں دیا جو کام وہ نہ کرسکے مگر کرنے کی خواہش دل میں لے کر اس دنیا سے چلے گئے۔اُس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ نے یہ کام کرنے کا بیڑہ اُٹھایا، پھر آپ کے چاہنے والے جو آپ کی صلاحیت سے بخوبی واقف تھے آپ کو راغب کیا کہ مہدو

ی عقائد جو کتابوں میں بند ہیں ان کا انگریزی ترجمہ کرے کیونکہ مستقبل کی نسلیں انگریزی زبان جانے گی۔ ورنہ مہدویت کا یہ اثاثہ صرف اردو، فارسی اور عربی زبان کی کتابوں میں بند رہ جائے گا۔ اگر وہی مواد انگریزی میں ہو تو ہماری آنے والی نسل اس سے مستفید ہوگی اس نکتہ نظر نے آپ کو اس انمول کام کی طرف راغب کیا۔

حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ یداللہی نے اپنے محترم والد صاحب کی مسجد کی تعمیر نو کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے اپنے گھر کو بنانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ لیکن پہلے مسجد بنوانے کی کوشش کی اور ایک کمیٹی تشکیل دی تا کہ مسجد کی تعمیر کا حساب و کتاب سب کے سامنے رہے۔ جب اس مسجد کو کسی نے غیر مہدویوں سے مدد لینے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے صاف انکار کر دیا! آپ ہمشیہ یہ ہی کہتے رہے کہ مسجد کے لئے صرف مہدویوں کا یا صرف ''اللہ دیا'' کی امداد قبول کی جائے۔ ''اللہ دیا'' کے بغیر پیسوں کا استعمال کرنے کے ہمیشہ مخالف رہے۔ کیونکہ یہ مہدویت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ خدا کے فضل و کرم اور ان کے دوستوں ساتھیوں اور حضرت مشائخ سید ذین العابدین صاحب (قناعت) کی کوششوں سے مسجد کی تعمیر کا کام تکمیل کو پہنچا اور حضرت مشائخ سید عالم صاحب یداللہیؒ کی مسجد ''مسجد عالم'' (برائے ایصال ثواب والدہ محترمہ جناب الحاجیہ کریم خاتون صاحبہ رحیم خاتون زوجہ رفیق مہدی خان بوزیؒ) سید عالمؒ محلّہ دائرہ اسلام، چھ گیٹ، چن پٹن میں تعمیر ہوئی۔

جب مرحوم نے دنیا ترک کر کے مکمل مہدویت کو اپنا لیا تو کچھ لوگوں کو حسد و جلن شروع ہوگئی ان کا اور ان کے بچوں کا مستقبل لڑکھڑاتا ہوا نظر آیا تو آپ نے پنے والد صاحب کے قلمی تجربات اور ہدایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ آپ نے مخالفیں کو بتا دیا کہ میں یہاں اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے دنیا ترک کر کے آیا ہوں نہ کسی دولت اور نہ ہی کسی آمدنی کے لئے۔ ''میں دنیا ترک کر چکا ہوں مجھے دنیا کی فکر نہیں ہے۔ میں قوم مہدویہ کے لئے بساط بھر خدمات انجام دینا چاہتا ہوں۔'' حضرت مشائخ الحاج سید ذین العابدین صاحب (قناعت) نے اجماع میں آپ کو مدعو کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ ناکام رہے۔ کیونکہ اُن کو حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ یداللہیؒ کی صلاحیتوں کا پورا بھروسہ تھا۔ اس وقت ان کے ساتھ وقت گزارنا، ہمت دینا، لوگوں کی باتوں کا مقابلہ کرنے میں سی پی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور عزیز آحمد بن بی۔ اے۔ پیر صاحب میاں نے ڈٹ کر ساتھ دیا۔ آپ ہمشیہ اپنے غریب خانہ ہی میں پنچ وقتہ نمازوں، تہجد اور ذکر خدا میں مصروف رہا کرتے اور دینی کتابوں کے مطالعہ میں

مشغول رہا کرتے تھے۔

مرحوم نے آنے والی ملت مہدویہ کو مہدویت پر قائم رکھنے کے لئے اپنے صلاحیات، فطر مظہرہ، اپنے قلم کا استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور مہدویت کی معتبر کتب کا انگریزی ترجمہ کرنا مناسب سمجھا۔ اپنے اس کار خیر کا آغاز آپ نے ''عقیدہ شریفہ'' حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے کیا جس کو فراہ کمیٹی دبئی نے شائع کروایا۔ آپ اپنی آخری سانس تک بھی اس خدمت میں لگے رہے۔ اور کبھی کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ (اپنی اولاد بھی اُن کے لئے کچھ دینا چاہتی تھی تو وہ کہتے کہ پہلے اپنے مرشد کو دو اور جب تک اللہ دیا کہ الفاظ ان کے کانوں سے نہ ٹکراتے وہ کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے)

آپ کی ترجمہ کی ہوئی تصنیفات حسبِ ذیل ہیں:۔

۱)	عقیدہ ءشریفہ	حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ
۲)	القول المحمود	حضرت سید علی ید اللّٰہیؒ
۳)	مجلسِ قمسہ	حضرت میاں شیخ مصطفےٰ گجراتی
۴)	تزکرہ	مولانا ابوالکلام آزاد (مہدویوں کے تعلق سے)

Holy Angels of High Heavens

۵)	انصاف نامہ	بندگی میاں ملک ولی جی بن میاں یوسفؓ
۶)	حاشیہ انصاف نامہ	بندگی میاں ملک ولی جی بن میاں یوسفؓ
۷)	مولودِ شریف	بندگی میاں شاہ عبد الرحمٰنؓ
۸)	نقلیات	میاں عبد الراشید
۹)	توضیحات	اسد العلماء ابوسعید سید محمود تشریف اللہؒ
۱۰)	دوگانہ لیلۃ القدر	افضل العلماء حضرت سید نجم الدین صاحبؒ
۱۱)	شواہد الولایت	بندگی میاں سید برہان الدینؒ

۱۲) کحل الجواہر (حصہ اوّل) محسنِ ملت علامہ سید نصرتؒ

۱۳) ذوق شوق نماز مولانا میاں سید خوند میرؒ

۱۴) صدیقِ اکبر حضرت سید ابراھیمؒ بچپاڈی

۱۵) سراج الابصار آخری تحریر ہے جو مکمل نہ ہوسکی

www.khalifatullahmehdi.info

اس ویب سائٹ پر آپ کو انگریزی میں تفصیلات مل سکتے ہیں۔

شواہد ولایت میاں حضرت سید برہان الدین نے فارسی میں 1052ھ ء میں لکھی تھی، 1380ھ ء میں مولانا سید خدا بخش صاحب رشدی مہدوی، حیدرآباد نے اسکا اردو ترجمہ کیا، 24 مارچ 2007ء کو آپ نے اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ یہ ایک ایسا انمول کام ہے جو رہتی دنیا تک آنے والی نسل کو مہدویوں کے عقائد کا علم دیتا رہیگا۔

آکسفرڈ یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر ڈیوڈ ایمونل سنگھ نے اپنی ریسرچ میں مہدوی عقائد کی حقیقی معنوں کو غلط پیش کر کے کتاب لکھی تھی جس کا ذکر انہوں نے کیا تھا کہ یہ لکھتا ہے ''اللہ دیا'' کے معنیٰ ''اللہ کا چراغ'' (Lamp of GOD)۔ اس قسم کی غلطیوں کو انہوں نے مطالعہ کر کے اس کے حقیقی معنوں کو سمجھایا۔ پھر اُس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی بھی مانگی تھی۔

جب بھی آپ سے کوئی حج سے متعلق سوال کرتا تو آپ تبسم فرما کر کہہ دیا کرتے کہ اگر اللہ چاہا تو ہوجائیگا ورنہ نہیں کیونکہ اگر وہ اپنی اولاد سے یا کسی سے یہ خواہش ظاہر کرتے کہ مجھے حج کرنا ہے تو ان کے چاہنے والوں کے لئے یہ خوشی کا باعث بنتا۔ مگر انہوں نے کبھی کسی سے یہ خواہش ظاہر نہیں کی اور نہ ہی کسی سے شکایت کی۔ ایک دن خدا کو ان کی یہ بات شاید پسند آگئی اور خدا نے ان کا 5 واں فرض بھی پورا کردیا۔ سال 2001ھ ء میں انہوں نے سفر حج کے لئے شہر چن پٹن سے روانہ ہوگئے۔ اس وقت آپ کی بینائی حد درجہ متاثر ہوچکی تھی۔ ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ اکیلے چل پھر نہیں سکتے تھے ان کے لئے ایک خاص سہارے کی ضرورت تھی اس کے بغیر وہ ارکان حج ادا نہیں کرسکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس کی پرواہ کئے بغیر خدا کے گھر کی طرف نکل پڑے۔ جدّہ سے حرم شریف پہنچے

۔آپ کے ساتھی آپ کے سامان کی دیکھ بھال کمرون کی تلاشی میں لگے رہے۔ یہ اپنے کمرے میں ذکر خدا میں لگے رہے اس دوران (ایک مھدوی لڑکی (ترنم) اپنے والدین کے ساتھ) انکے کھانے پینے کے ساتھ ساتھ ان کی دیکھ بھال کرتی رہی۔اس ہوٹل میں مقیم افراد آپ سے یہ سوال کرتے کہ اگر آپ کے فرزند (راقم الحروف) وقت مقررہ پرنہیں آئے تو کیسا کرین گے۔تو ان کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ''جس طرح مجھے خدا یہاں تک لایا ہے وہی فرائض بھی پورے کرائیگا۔'' ان کے دل میں کسی طرح کا خوف نہیں تھا کہ یہ فرض کیسے ادا ہوگا خدا پر مکمل یقین تھا کہ وہ فرائض پورے کرائے گا۔حرم شریف سے نکلنے سے صرف 2 گھنٹے قبل یہ ناچیز وہاں پہنچا اور بفضل خدا آپ کے تمام ارکانِ حج بحسن وخوبی ادا ہو گئے۔

مہدویت میں غیر مقلدیں کی اتباع کی سخت ممانعت ہے۔ بالخصوص نماز ادا کرنے سے متعلق مختلف سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں آپ سے لوگ یہ سوال کرتے یہاں (ہندوستان میں) کچھ بھی کرلو۔مگر جب حج کو جائیں گے تو کیا وہان بھی نماز الگ پڑھین گے۔وہان تو نماز الگ نہیں ہوتی پھر یہاں کیوں؟ اس دوران میں ناچیز نے اپنے والد محترم کے دورانِ سفرِ حج میں جو محسوس کیا ہے یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے ایک وقت کی نماز بھی غیر مقلدیں، یا غیر عقیدہ کے پیچھے ادا نہیں کی حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ اپنے خیمے میں قیام کے دوران جہاں ایک ہی خیمہ میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ جس قیمہ میں حضرت الحاج مشائخ سید ضیاء اللہ صاحبؒ یداللٰہی موجود تھے اس قیمہ میں بھی 43 غیر مھدوی مقیم تھے۔جب اذان کی آواز ہوتی اور سارے غیر مھدوی نماز کے لئے جماعت بناتے تو آپ قیمہ کے باہر چلے جاتے اور ان کی نماز ختم ہونے کا انتظار کرتے جیسے ہی ان کی نماز ختم ہوتی آپ تنہا اندر جاتے اور تنہا کھڑ کر نماز ادا کرتے ان کے چہرے پر نہ کسی قسم کا ڈر ہوتا تھا نا کوئی الجھن صرف سکون اور اطمیان سے نماز ادا کرتے تھے۔اس قیمہ کے حاجیوں نے جب آپ کے اس عمل پر غور کیا اور دیکھا کہ آپ صرف دو ہی کام کررہے ہیں ایک نماز دوسرا ذکر خدا۔ لیکن نماز کے لئے جماعت میں بھی شامل نہیں ہوتے تو اس قیمہ کے چند حضرات آپ سے دریافت کیا کہ ''کیا بات ہے حضرت آپ ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے اور منفرد نماز ادا کرتے ہیں.اگر ہماری نماز میں کوئی غلطی ہے تو ہمیں آگاہ کیجیے یا آپ ہی امامت کیجئے۔آپ نے کہا نہیں آپ کی نماز آپ ادا کیجئے مجھے میری عبادت کرنے دیجئے۔

حضرت مشائخ الحاج سید ضیاء اللہ صاحب ید اللّٰہی ان لوگوں کو سلام کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے جو لوگ اپنے بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے پیار تھا محبت تھی جن کا عقیدہ پختہ ہو مھدویت پر قائم ہو اور ملت مھدویہ کے لئے خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہو جیسے کے سید خلیل اللہ ابراھیمی کے فرزند سید محمد سہیل ابراھیمی (خازن جماعت مہدویہ میٹاڈاہلی، بنگلور) جو اپنی مصروفیت کے باوجود اپنا زیادہ تر وقت قومِ مھدویہ کی خدمت میں گذارتے ہیں۔ اور مہدویوں کے لیٹریچر کو INTERNET میں لانچ کرر ہے ہیں۔

وہ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ بھروسہ صرف اپنی چھوٹی بہن سیدہ رشیدہ بانو صاحبہ پر کیا کرتے تھے ۔اور وہ اتوار کو اپنی بہن کے آنے کے منتظر تھے مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ اپنی بہن سے نہ مل پائے۔

علم کو ورثۃ الانبیاء کہا گیا ہے۔ یہ وہ دولت ہے جسے چوری جانے کا کھٹکہ نہیں اور اسکی ایک اور خوبی بھی کہ وہ جتنا خرچ کیا جائے اتنا ہی اس میں اضافہ ہوگا۔ یہ آپ کا خیال تھا آپ دوسرون کو بھی وقت نکال کر مطالعہ کرنے پر زور دیتے تھے آپ کو مطالعہ کا ایسا شوق تھا کہ آپ لوگوں سے کم ملتے تھے ہمیشہ کمرے میں کتابوں میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے دن رات کے ساتھی انکی کتابیں تھیں۔ آپ نے اپنے بزرگوں سے حاصل کی ہوئی لائبریری کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور لائبریریوں سے مہدویت کے کتابوں کو جمع کرتے اور مطالعہ کرتے۔ آپ مہدوی ہونے پر مسرت اور فخر محسوس کرتے انکے کردار اور روز مرّہ پر مہدوی فلسفہ وحدۃ الوجود اور مہدی طرز حیات کی گہری چھاپ تھی۔

افسوس قوم نے جس طرح آپ سے کام لینا تھا نہیں لیا ہم سب آپ کے انتقال (انا للہ وانا الیہ راجعون) کے بعد آپ کی قدر کرر ہے ہیں ایک نا قابل برداشت صدمہ ہے اس نقصان عظیم کی تلافی ممکن نہیں دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم اور خاتمینؑ کے طفیل اپنے قرب میں جگہ دے اور آپ کی قبر پر رحمت کے پھول برسانے اور قوم وملت کو آپ کا سانعم البدل عطا کرے۔ آمین

سلسلہءنسب حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ ید اللٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے مرقوم ہے

سید اسحاق ضیاء اللہ

بن میاں سید عالم ید اللٰہی

بن میاں سید ابراھیم

بن میاں سید منجو رحمۃ اللہ علیہ

بن میاں سید عالم

بن میاں سید عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ واصلِ حق

بن میاں سید عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ ذاکر رب رحیم

بن میاں سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے رہبر دین

بن میاں سید ید اللہ رحمۃ اللہ علیہ دائم مشغول مع اللہ

بن میاں سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کشت جملہ اعمی واعصا

بن بندگی میاں سید جلال رحمۃ اللہ علیہ اکمل کمال

بن بندگی میاں سید خوندمیر رحمۃ اللہ علیہ وائی پیران پیر

بن بندگی میاں سید یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ثانی اسرائیلی یعقوب

بن بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ محبوبِ رب الودود

بن میراں سید محمد مہدی موعود آخرالزمان خلیفہ ربالرحمان المعبود

سلسلہء تربیت حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ یداللّٰہیؒ کے قلم سے مرقوم ہے

بندہ سید ضیاء اللہ	تربیت	سید عالم یداللّٰہی مولوی کامل منشی فاضل	کے
سید عالم صاحبؒ	تربیت	سید ابراھیم صاحبؒ	کے
سید ابراھیم صاحبؒ	تربیت	سید منجو صاحبؒ	کے
سید منجو صاحبؒ	تربیت	سید عالم صاحبؒ	کے
سید عالم صاحبؒ	تربیت	سید عیسیٰ صاحبؒ	کے
سید عیسیٰ صاحبؒ	تربیت	سید منجو صاحبؒ	کے
سید منجو صاحبؒ	تربیت	سید یداللہ صاحبؒ	کے
سید یداللہ صاحبؒ	تربیت	سید نصرت صاحبؒ	کے
سید نصرت صاحبؒ	تربیت	سید خوندمیر صاحبؒ	کے
سید خوندمیر صاحبؒ	تربیت	سید محمود صاحب خاتم المرشدینؒ	کے
سید محمود صاحب خاتم المرشدینؒ	تربیت	بندگی میاں بھائی مہاجرؓ	کے
بندگی میاں مبارک عرف بھائی مہاجرؓ	تربیت	حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام	کے

حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا واسطہ خدائے عزوجل جلالہ کی ذات سے

مہدی موعود آمد و گزشت ۔ مقبل مومن ۔ منکر کافر ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غم ضیائے عالم بہا

2010ء

حضرت مولانا مولوی مشائخ سید عالم صاحب یداللّٰہی مولوی کامل متکلم کے فرزند دوم حضرت مشائخ سید ضیااللہ صاحب یداللّٰہی سے ایک بار ملاقات کا موقع ملا، ہوایوں کہ دینائے مہدویت کی پہلی اور مشہور کتاب بنام موعود مہدی موعود علیہ اسلام مولفہ حضرت بندگیمیاں شاہ عبدالرحمانؒ ابن حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشامؒ کا انگریزی زبان میں ترجمہ نظرنواز ہوا۔ پھر کیا تھا تجس نے اکسایا تحقیق نے پر عطا کئے اٹھا اور اصل نسخہ ءموعود سے موازنہ کرتا چلا گیا۔ مترادف الفاظ کا انتخاب، رواں لہروں پر سوار زبان کا آسان سفر، میدان تصوف کے بعض کٹھن اصطلاحات کی گہرائی اور گیرائی کا احاطہ کئے مناسب ترجمہ، ترجمہ کے بنیادی اصولوں پر قائم رہتے ہوئے مطلوب معنیٰ ومطالب کے اظہار کا خوبصورت انداز دیکھکر حیرت میں پڑھ گیا۔ یقین کیجئے زبان پر بے ساختہ الفاظ آہی گئے کے کس قدر کمال کا ترجمہ ہوا ہے، بس ارادہ ہوا کہ چلوا یکبار بالمشافہ ملاقات کرہی لیتے ہیں میدان صحافت کی اس عظیم ہستی اور قوم مہدویہ کے عظیم مترجم سے جو عملاً عزلت از خلق اختیار کئے اتنی بڑی خدمت انجام دے رہی ہے جس کے تاریخ ساز کارناموں سے قوم میں بیداری پیدا ہوگی۔

بزرگوں کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے ان کے نشست و برخاست کے انداز ہی نرالے ہوتے ہیں ان کے افہام وتفہم کے پیمانہ ہی الگ ہوتے ہیں ان کی سوچوں کے زاوے ہی مختلف ہوتے ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ آپ حضرت مولانا مشائخ سید عالم صاحب یداللّٰہی کے فرزندار جمند، انکساری عاجزی خلوص سادگی صاف گوئی اور بے باکی جیسے صفات سے بہت متاثر ہوا۔ گفتگو کا آغاز میرے والدمحترم حضرت مولوی مشائخ سید اشرف صاحب تشریف اللّٰہؒ کی تعریف سے ہوا۔ آپؒ کا یہ جملہ آج بھی مجھے یاد ہے "کیا کہیں میاں شہاب پروفیسر صاحب کہ اس دور کے بزرگوں کا معاملہ ہی دوسرا تھا اور آج.....بس اک ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر کھیلتی نظر

آئی اور آپؒ خاموش ہو گئے

حضرت مشائخ سید ضیا اللہ ید اللّٰہی صاحب قلم وفکر ونظر خوش اسلوب ادیب اور انشاء پرداز تھے۔آپ کے قلم نے جو کچھ بھی دیا ہے وہ قوم مہدویہ کیلئے اک انمول سرمایہ ہے۔ یہ آپ ہی کی فکر کا نتیجہ ہے کہ آپ نے موجودہ دور میں مہدویوں کی اکثریت کی انگریزی زبان سے رغبت کو محسوس کیا اور پھر یہ بھی (افسوس صد افسوس) کہ عربی اور فارسی سے دلچسپی تو بہت دور کی بات رہی اردو زبان سے نئی پود کی دوری ,عدم دلچسپی اور بیزاری کو دیکھکر آنے والی نسلوں کیلئے آپ نے اس غذا کا انتخاب کیا جو انہیں مرغوب ہے اور جس سے بہ نسبت دوسری زبانوں کے وہ مانوس ہیں اور جس زبان کے ذریعہ بات کو سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہوسکتی ہے تاکہ جب اسلام ایمان ا وراحسان کی غذا ان کے حلق سے نیچے اترے گی تو ایمان میں تازگی اور اعتقاد میں پختگی پیدا ہوگی اس طرح نوجوانوں نسل کو اسلاف کے واقعات، حالات کا مطالعہ کرنے کا بھر پور مواقع نصیب ہوں گے۔اسی فکر کی بنیاد پر آپ نے قوم مہدویہ کی چند معتبر و مستند کتابوں کا ترجمہ کیا گویا ان جواہر پاروں سے عرق کشید کر کے قوم کے سامنے پیش کیا۔حسن اتفاق کہئے کہ (آپ کے) داعی اجل کو لبیک کہنے سے (کہا جاتا ہے کہ) دو دن قبل کحل الجواہر کا ترجمہ طباعت کے منازل طئے کر چکا تھا۔بس رسم اجراء باقی رہ گئی تھی افسوس کہ شمع حیات نے وفا نہیں کی۔ دوران گفتگو مجھے ایسا لگا کہ بہت کچھ کہنے کیلئے مختصر الفاظ کو استعمال کرنے کے عادی ہیں نرمی اور میٹھی زبان کے ساتھ ساتھ آپ میں جو خوبی نظر آئی وہ یہ کہ آپ تنقید کو پسند کرتے تھے،آپ نے کہا بھی ”کیا بتاؤں جناب مجھ پر کوئی تنقید ہی نہیں کرتا آپؒ کے اس تعمیری خیال سے مجھے ایسا لگا کہ وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ ان کے کام پر کوئی تعمیری تنقید کرے تاکہ ان کو آئیندہ کام کرنے میں سہولت ہو اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں مدد ملے اور کام میں نکھار آئے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم تنقید کو بُرا سمجھتے ہیں اور بہت ہی بُری اور کریہہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں اور یہ بات صحیح بھی ہے کہ جو قوم تنقید کو پسند نہیں کرتی وہ انحطاط کا شکار ہو کر رہے جاتی ہے ظاہر ہے ایسی قوم کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتی ۔دراصل یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تنقید تعمیر کی اساس و بنیاد ہے۔تنقید خیالات کے اظہار کا خوبصورت ذریعہ ہے تنقید سے تعمیر میں مدد ملتی ہے۔ جاننا چاہیے کہ تنقید ذات پر نہیں ہوتی (نا ہی کی جانی چاہیے) بلکہ بات پر ہوتی ہے۔ تنقید سے ڈرتے یا الجھتے وہ لوگ ہیں جو اندر سے کھوکھلے ہوتے ہیں۔تنقید سے ناراضگی یا بیزارگی دراصل زوال کی

علامتیں ہیں۔ اسی لئے تخریبی تنقید سے عاری تنقید کو معمار قوم کہا جاتا ہے۔ تنقید پسندی ظریف النفس ہونے کی دلیل ہے اور یہ آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔

حضرت مشائخ سید ضیا اللہ صاحب ید اللّٰہی کی خاموش خدمت مستقبل میں نہ صرف یہ کہ خوب بولے گی بلکہ دوسروں میں بالخصوص مہدوی نوجوانوں میں بولنے کی اچھی خاصی صلاحیت پیدا کردیگی۔ لہذا اب یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ حضرت مرحوم کے تراجم کو خریدیں اور اپنی اولاد کو ان کتابوں سے مستفیض ہونے کی تاکید کی حد تک نصیحت کریں۔ اور نوجوانوں سے اپیل ہے اگر ہمارے عقائد سے ہم کو دور کرے یا متنفر کرنے یا پھر کوئی ایسا طوفان آئے تو ہم تنکوں کی طرح بہہ نہ جائیں بلکہ خدا کی ذات پر بھروسہ رکھیں اور اسی سے مدد و فتح طلب کرتے ہوئے ڈٹ کر مقابلہ کریں بہتری اسی میں ہے کہ ہم حالات کا محاسبہ کریں۔ وقت کی آواز کو سنیں اور سمجھیں مہدویت جو عین اسلام ہے مطالعہ کریں تا کہ شکوک وشبہات کو پنپنے کا موقع نہ ملے۔ اب یہ کام ہمیں خود کرنا ہے

قوم وملت اور قدردانوں سے جدا تو ہوگئے لیکن حضرت مرحوم نے اپنے پیچھے بصورت تحریک اپنے علم وفکر کے بہترین نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ جن کی نگہداشت کرنا اور مخلص تحریک کو آگے بڑھانا اب یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے

امید ہے کہ اللہ رب العزت آپؒ سے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کا معاملہ فرمائے آمین ثم آمین

مخلص سوگوار

(پروفیسر ثاقب خوندمیری)

ایصالِ ثواب

مرتب کردہ:۔

فقیر سید ضیاء اللہ دیداللّٰہی غفرلہٗ

میت کی نیت میں بندۂ خدا کو کھانا کھلانا

نقل ہے مِلک برخورادار عرف مِلک نجن رضؓ نے حضرت امام مہدی الموعود علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:۔ ''بندہ حضرتؑ کو لیجانے کے لئے آہی رہا تھا۔ اگر قدم سعادت سے بندے کو سرفراز فرمائیں ؟'' اُن کا یہ معروضہ سن کر حضرت امام علیہ السلام ان کے گھر تشریف فرما ہوئے ۔حضرت امام آخرالزماں نے فرمایا کہ ''خدارسیدہ علماء کے عرس کی بنیاد ڈالنے میں کیا ہی اچھا مقصود تھا کہ اس کھانے میں سے جو میت کی روح کے ایصال ثواب کی نیت سے پکاتے ہیں، بہت سے کھانے والوں میں اگر کوئی بندۂ خدا بھی کھا رہا ہو، تو جب تک کہ وہ کھانے میں مشغول رہے، اگر شخص میت عذاب کی حالت میں بھی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے اتنی دیر جتنی دیر کہ بندۂ خدا کھانے میں مشغول رہے، اس شخص سے عذاب کو دور کر دیا جاتا ہے۔''

یہ سن کر ملک برخورادار نے عرض کیا:۔ ''میرانجی ۔زہے نصیب، میرے باپ کے، کہ ان کا عرس ہو اور کھانے والے مہدی موعود علیہ اسلام ہوں'' حضرت مہدی موعود علیہ اسلام نے فرمایا۔''ہاں! خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ تمہارے باپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بخشے گئے۔''

(شواہد الولایت، باب ۱۶، مطبوعہ۔حیدرآباد دکن ۱۳۷۹ھ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸)

فہرست مضامین

۱۔	تمہید	01
۲۔	تقلید	08
۳۔	ایصالِ ثواب	10
۴۔	مکروہات	12
۵۔	قرآن خوانی	15
۶۔	مہدوی بزرگوںؒ کا حال	17
۷۔	ساٹھ کفارت	19
۸۔	زیارت قبور ۔ عورتوں کا زیارت کیلئے جانا	20
۹۔	شکر شربت اور بھاتی	22
۱۰۔	روٹی	24
۱۱۔	عود	26
۱۲۔	جمراتوں کا میٹھا	28
۱۳۔	چوتھا ، سوندھا	28
۱۴۔	دسواں	30
۱۵۔	بیسواں	31
۱۶۔	چہلم ۔ گھڑی	32
۱۷۔	چھے ماہی سالیانہ عرس	34
۱۸۔	بہرہ عام	36
۱۹۔	نان ریزہ	37
۲۰۔	کتابیات	39

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے اور صلواۃ وسلام حضرات خاتمین علیہم السلام پر

تمہید

اپنی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا خاکسار کو اعتراف ہے۔اس لئے ایسے موضوعات پر جن کے لئے وسیع معلومات کی ضرورت ہے، قلم اٹھانے سے اعتراز کرتا رہا، نیز یہ میرا منصب بھی نہیں ہے کہ مذہبی عقاید اور مروجہ طور طریق پر رائے زنی کروں۔تاہم مختلف حضرات میرے پاس آتے رہے اور اپنے شبہات کا مجھ سے ازالہ کرنا چاہا۔لیکن میں نے انہیں جتا دیا کہ میں ایک بہت بڑے عالم دین حضرت مشائخ مولانا سید عالم یداللہیؒ کا بیٹا ہوں لیکن مجھ میں وہ علمی صلاحیت اور مسائل پر وہ عبور حاصل نہیں کہ میں اس سلسلے میں زبان کھولوں یا کچھ لکھنے کی جسارت کروں، یا علم وفضل کے میدان میں حضرت والد صاحبؒ کی جانشینی کا دعویٰ کروں۔اس لئے گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہوں۔تھوڑی بہت انگریزی سے واقف ہوں کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارے مھدوی مذہبی لیٹریچر کو حتی المقدور) انگریزی زبان میں منتقل کروں۔

اس اثنا میں کئی لوگوں نے ہماری قوم میں ایصالِ ثواب کے مروجہ طویقوں کے بارے میں استفسار کیا۔ اُن کی گفتگو سے لگتا تھا کہ وہ مختلف غیر مھدوی مسلم تحریکوں اور سیاسی جماعتوں کے پروپگنڈے اور مسالک کے طور طریقوں سے متاثر ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں میں ہماری مذہبی اور کلچرل روایات سے بیزاری بڑھتی جارہی ہے۔اور کیوں نہ ہو؟ ان کی آنکھیں دنیاداری کی چمک دمک اور ملک کی معاشی اور اقتصادی ترقی اور افراطِ زر (INFLATION) کی وجہ سکہ کی بے وقعتی اور روپے پیسے کی ریل پیل سے چندھیا گئی ہیں۔جو لوگ عرب ملکوں میں تیل کی دولت سے یا دوسرے مغربی ملکوں سے چار پیسے کما کر وطن واپس آرہے ہیں، وہ انُ ملکوں کے دھن دولت سے مرعوب ہیں اور جب دائرۂ مہدویہ کے غربت وافلاس کو دیکھتے ہیں تو اپنے آبا واجداد کی خدا پرستی۔طا

عت ۔فقر وفاقے۔عاقبت کے توشہ کی تیاریوں سعادتوں عبادتوں اور رسم ورواج کو مدنظر حقارت دیکھنے لگتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مھدوی عقائد میں سب سے اہم نکتہ حضرت رسول اقدس ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ’’دنیا مردار ہے اوراس کے چاہنے والے کُتے ہیں‘‘۔اللہ رسولؐ اور مھدی موعودؑ کی تعلیمات قدم قدم پر ہمیں یہ دعوت دیتی ہیں کہ دنیا کی طلب میں اللہ اوراس کی طاعت سے غفلت قیامت میں دوزخ کے سوااور کچھ نہیں دے سکتی۔

یہ حضرات کما کر وطن واپس آتے ہیں،یا وطن میں مکین و مقیم لوگ کچھ کما لیتے ہیں تو اپنے آپ کو ہیرو اور علم ودانش کا سرچشمہ سمجھنے لگتے ہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ مذہبی عقاید و اعمال کی اصلاح کرنے کا اپنے آپ کو مجاز سمجھنے لگتے ہیں۔ایک صاحب نے فرمایا کہ ’’مھدوی مذہب میں سب کچھ ٹھیک ہے لیکن ترک دنیا کا فرض ہونا (نعوذ باللہ) غلط ہے‘‘

دوسرے نے کہا کہ مھدویوں میں پسخوردہ پینے کی روایت سے انہیں کراہت ہوتی ہے۔ حالانکہ انہوں نے بعد میں اعتراف کیا کہ وہ کئی بڑے شہروں میں رہ چکے ہیں اور وہاں کے نلوں کا پانی پیا ہے وہ یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ زیرزمین پانی اور ڈرینج کے نلکوں کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے دونوں پائپوں کا پانی مل جاتا ہے اس پانی کو پاک صاف سمجھ کر چمکتے اور جھلملاتے ہوئے گلاسوں سے وہ پی لیتے ہیں۔اور آنتوں کی سوزش (ENTERITIS) کا شکار ہوتے ہیں۔وہ حضرات پسخوردے کے شفادینے والے رحمانی اثرات کے منکر ہیں

کچھ لوگ عرب ملکوں میں روزانہ نمازوں کی سنتوں کو چھوڑ کر صرف فرض نمازوں کے پڑھنے کے رواج سے بھی متاثر ہیں۔اور جب ہم اُن کے سامنے ساری موکدہ سنتیں مختلف نمازوں کے ساتھ پڑھتے ہیں تو انہیں بیزاری ہوتی ہے۔اسی قبیل کے کچھ لوگ تو یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھیں تو کم وبیش گھنٹہ دیڑھ گھنٹہ صرف ہوجاتے ہیں اس طرح ساری زندگی میں کتنا وقت نمازوں میں (نعوذ باللہ) ’’برباد‘‘ ہوتا ہے اور اس دلیل کی بناپر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وقت کی کوئی قدرومنزلت نہیں۔اللہ انہیں نیک ہدایت دے اور یہ سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائے کہ جو سانس ذکر کے بغیر نکلتی ہے وہ مردار ہے اور جو وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں یا اس کی عبادت میں صَرف ہوتا ہے وہی بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتا ہے۔

ادھر مھدوی مذہب ذکر دوام یعنے ہر روز آٹھ پہر کے ذکر کو فرض گردانتا ہے۔دوسری طرف یہ حضرات جو

دنیا کے طالب ہیں۔ اپنی کمائی ہوئی دولت پر نازاں ہیں۔ عیش وعشرت کے طلبگار ہیں۔ اپنی دولت اور اپنا وقت دنیا کی لذتوں سے لطف اندوزی میں گزارنے کے متمنی ہیں۔ آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ انہیں آٹھ پہر کا ذکر گراں نہ گزرے تو اور کیا ہو؟ لہذا یہ لوگ مذہب کے دینی اور روحانی کردار ہی کو بدل دینا چاہتے ہیں اور اس کے لئے مذہبی جواز کی تلاش میں رہتے ہیں۔

مثلاً :۔ایک صاحب نے جو یورپ اور امریکہ کے سفر سے ''فیض یاب'' ہو چکے تھے خاکسار سے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں، مصر کے علماء نے سوّر کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے میں نے کہا کہ سور کے گوشت کو قرآن میں حرام کہا گیا ہے وہ کیسے حلال ہوسکتا ہے۔ جو حرام ہے وہ حرام ہے۔ کسی عالم کے چاہے وہ جامعہ الازہر ہی کا کیوں نہ ہو کہہ دینے سے حلال تو ہو نہیں سکتا حرام چیز کھانا گناہ ہوگا۔ اس عقیدے کو جھٹلانا کہ سور کا گوشت حرام ہے قرآن کے حکم کو جھٹلانا ہے۔ اور قرآن کا حکم جھٹلانا کفر ہے۔ اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟'' یہی وہ لوگ ہیں جو خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی دھیان میں رکھنی چاہئے کہ جو لوگ مھدوی مذہب کی روایات اور طور طریقوں سے بیزار ہوکر ان کو ترک کرتے ہیں یا ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو مھدوی کہلانے کے خواشمند ہو تے ہیں لیکن دل میں مھدوی طور طریقوں کے قائل نہیں ہوتے اور دوسرے مسلکون کے طور طریقوں کے مداح ہو تے ہیں۔ اس طرح لسانی مھدوی بن جاتے ہیں اور ایسے لوگوں پر منافقی حکم ہے دوسری طرف جن مسلکون سے وہ متاثر ہیں اُن مسلکوں کی بھی وہ پوری طرح پیروی اور تقلید نہیں کرتے اس طرح ان مسلکون کے بھی وہ منافق ہوتے ہیں۔

یعنے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

بعض غیر مھدوی مسلکون میں ایصال ثواب اور زیارت قبور کی سخت مخالفت کی جاتی ہے۔ ایسے مسلکون کے لوگ بھارت پاکستان اور عرب ملکوں میں بھی ہیں۔ سعودی عرب میں تو حضرت رسول اکرمؐ کے صحابہ کرامؓ کے مزارات مبارک تک ڈھادی گئی ہیں۔ وہاں کے لوگ زیارت قبور کیلئے نہیں جاتے اور مرحومین کے عرس اور نیتیں

بھی نہیں کرتے۔ولادت گاہِ حضرت سید الکونین رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

''افسوس صد افسوس کہ نجدی درندوں کی شقاوت قلبی نے اس مرکزِ انوار وتجلیات کو تہس نہس کر دیا۔صحابہ وتابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس رشک مکانیات مکان کی حفاظت ہوتی رہی۔بعد کے اسلاف کرام نے وہاں ذکر وفکر اور اکتسابِ فیض کیلئے نفیس عمارتیں بنوائیں۔جب نجدیوں کا پُر فتن زمانہ آیا تو انہوں نے مسجد کی ہئیت تبدیل کر کے وہاں نام نہاد مکتبہ قائم کر دیا۔۔۔بالآخر نجدی
آنکس آنکوڑے نے اس پورے محلّہ ہاشمیہ کے تاریخی اور یادگار مکانات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ (حج کے مسائل مفتی عبدالواجد قادری 1416 ہجری ۔صفحہ۔133)

جنت البقیع کے متعلق یہ عبارت ملاحظہ ہو:۔

''اس قبرستان میں بہت ساری عمارتیں قبّے اور مساجد تھے مگر نجدیوں کی بدعقیدگی اور اولیاء دشمنی کے بلڈوزروں نے سب کے نام ونشان مٹادئے'' (ایضاً صفحہ 177)

یورپ اور امریکہ میں جو مھدوی حضرات جان بحق ہوتے ہیں۔ان کے لئے کوئی مہدوی قبرستان یا حظیرہ نہیں ہوتا۔انہیں عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔اوران قبرستانوں کے رجسٹر میں مرحوم کا نام اسکی قبر کا نمبر وغیرہ رہتا ہے۔

خوش عقیدہ حضرات جوان ملکوں سے واپس آتے ہیں وہ اپنے حظیروں میں جا کر اپنے بزرگوں کی زیارت کرتے ہیں اوران کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔لیکن دنیاداری کی چکا ند سے متاثر ہو کر آنے والے لوگ اپنے مھدوی بھائیوں کو اپنے بزرگوں کی عقیدت سے سرشار اوران کو زیارتیں کرتے ہوئے یا عرس ونیت اور ایصال ثواب کے مناظر دیکھتے ہیں تو یہ ساری باتیں جن انہیں لغو نظر آتی ہیں۔لہذا وہ پوچھتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ سارے رواج کیوں رائج ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ ان کا خاتمہ اور قوم کی ''اصلاح'' کریں لیکن انہیں معلوم نہیں کہ قوم کو صراط مستقیم پر لانا یا کسی کو ضلالت کی طرف لے جانا اللہ پاک کی مرضی ومنشا پر مبنی ہے اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ پیغمبروں۔رسولوں اور اولیاءاللہ کو اور مھدی موعودؑ کو بھیجتا ہے۔ رسولؐ اور مھدیؑ دونوں آچکے ہیں اور انہوں نے اللہ کی قربت حاصل کرنے کا راستہ اقرب الطریق دکھادیا ہے۔اسی راستے پر چلنے میں قوم کی بھلائی ہے۔غیر ملکون

سے ''اِمپورٹ'' کی ہوئی اصلاح اللہ تک پہچانے والی نہیں ہے۔ وہ تو صرف دنیاداری سکھلاتی ہے اور اچھے خاصے بندگانِ خدا کو ایسا بناتی ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کا یہ فرمان یاد آجاتا ہے۔ ''دنیا مردار ہے اور اسکے چاہنے والے کتے ہیں'' اللہ رسولؐ اور مہدیؑ کی تعلیمات قدم قدم پر ہمیں یہ دعوت دیتی ہیں کہ دنیا کی طلب میں اللہ اور اسکی طاعت سے غفلت قیامت میں دوزخ کی آگ کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتی۔ ایسے حضرات اکثر یہ پوچھتے ہیں کہ چوتھا۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں وغیرہ کرنے کا حکم آیا قرآن میں ہے؟ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سوال مھدویوں کو لاجواب کردیگا۔ لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ قرآن میں کہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ کس کس نماز میں کتنی کتنی رکعتیں فرض اور سنت پڑھی جائیں۔ حضرت رسول مقبولؐ خود چلتا پھرتا قرآن مجید تھے اور انکی اتباع میں فقیہوں اور علماء نے ان ساری باتوں کا تعین کیا ہے جن کا براہ راست ذکر کلام مجید میں نہیں ہے۔ کلام مجید میں اصول اور احکام اجمالاً بیان ہوئے ہیں اور احکام شریعت اور نماز روزے اور عبارتوں کی تفصیل انہی اصول و احکام کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت امام مھدی موعود علیہ السلام بھی مامور من اللہ تھے اور آپ کو ہر روز اللہ کی جانب سے تازہ علم حاصل ہوتا تھا۔ آپؑ نے حضرت رسولِ مقبولؐ کی پوری پوری اتباع کی لہذا حضرت رسول اللہؐ اور حضرت مھدی موعودؑ کے قول اور فعل ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

اکثر لوگوں کو ایصال ثواب اور اسکے مختلف طریقوں کی ابتداء اور اہمیت سے واقفیت نہیں ہے۔ انہوں نے خاکسار سے یہ باتیں پوچھیں خاکسار نے اس سلسلے میں چھان بین کی۔ اس مطالعہ سے جو نوٹس تیار کئے تھے ان پر مبنی تفصیلات اس مختصر رسالے میں پیش کی گئی ہیں۔

حضرت علامہ سید اشرف یداللّٰہی شمسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ امام نجم الدین نسفی کی تصنیف ''عقائد'' میں لکھا ہے کہ ''زندوں کی دعا اور صدقے سے میتوں کو نفع ہوتا ہے''۔ اس معاملے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ دعا اور صدقہ سے میت کو نفع ہوتا ہے۔ خصوصاً نماز جنازہ سے جو کچھ نفع میت کو پہنچتا ہے قرآن مجید سے ثابت ہے....اللہ فرماتا ہے:۔ (ترجمہ) ''آپ کی نماز سے اموات کے لئے سکون اور اطمینان ہے''۔ اور حدیث شریف میں ہے:۔ (ترجمہ) ''جس میت پر سو مسلمانوں کی جماعت نماز پڑھے اور وہ اس میت کی شفاعت کی دعا کریں۔ تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے'' حدیثِ شریف:۔ (ترجمہ) ''سعد بن عبادہ نے رسول اللہ

صلعم سے پوچھا کہ میری ماں مرگئی ہے، اسکے لئے کونسا صدقہ افضل ہے؟'' آپؐ نے فرمایا ''پانی'' سعد نے باؤلی کھدوائی اور کہا کہ ''اسکا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے''۔ ان حدیثوں کے سوائے بہت سی حدیثیں اس مسئلہ میں مروی ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کے لئے دعا وصدقہ نافع ہے۔ اس میں اگر کچھ اختلاف ہے تو معتزلہ کو ہے۔ مگر جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ دعا نافع ہے اور اللہ تعالیٰ مجیب الدعوات اور قاضی الحاجات ہے ...اور دعا کو قبول فرماتا ہے..

یہاں یہ بھی واضع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرشدیں کرام کے مختلف خانوادوں میں روایات اور عمل مختلف ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مھدوی دائروں کا کوئی مرکزی نظام نہیں تھا۔ جیسے کہ عیسائیوں میں کلیسائی مرکزیت ہے۔ بعض دوسرے گروہوں میں بھی ایسا ہی ہے۔ جب کوئی تارک الدنیا فقیر اپنی مذہبی تعلیم وتربیت پوری کرلیتا تو اسکو اپنا دائرہ قائم کرنے کی اجازت دی جاتی تھی پھر اس نئے دائرے میں مقامی حالات کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے طور طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ لہذا فروعات کے عمل درآمد میں ہمشیہ یکسانیت نہیں رہتی۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ''میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں جس کسی کی پیروی کرو، مقصد کو پہنچو گے'' حضرت مھدی موعودؑ نے بھی اس طرح کی ہدایت دی ہے۔ یہ مرشدیں کرام خدابین ہوتے تھے۔ اور ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتے تھے۔

اس مختصر سے رسالے میں اُن طور طریقوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ جو ہمارے دائروں میں رائج تھے اور ہیں۔ بعض طور طریقوں پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہمارے طور طریقے بالکل سادہ ہیں۔ اور ہر کس وناکس کی مالی دسترس میں ہیں۔ ہمارے دائروں میں دولت نہیں ہوتی تھی۔ فاقوں پر فاقے گزر جاتے تھے۔ روییتواں میں آیا ہے کہ اگلے زمانے کے دائروں میں دو دو سو چار چار سو فقرائے کرام فاقوں سے خشک ہوکر اپنی جانیں جان جاناں کے حوالے کر کے شہید ہوجایا کرتے تھے۔ جو کچھ کرتے تھے وہ صرف اللہ کے لئے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کرتے تھے۔ اگر ان فقیروں کے پاس کچھ روپیہ پیسہ ہوتا بھی اور کچھ اچھے کھانے پکا کر کھانے کی استطاعت ہوتی بھی تو انہیں ہدایت کی جاتی تھی کہ اتنی احتیاط کریں کہ فاقوں اور اضطرار میں رہنے والے فقراء تک اچھے پکوانوں کی خوشبو پہنچنے نہ پائے۔ اقدار زمانے سے اللہ کے لئے جینے والے

لوگ دنیا کی دولت کمانے کی طرف راغب ہوگئے۔ اور اپنی دولت کے مظاہرے کرنے کے لئے سیدھے سادھے طورطریقوں کی نوعیت ہی بدل ڈالی۔ اب غریبوں کی انا انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنی چادر جتنی ہے اتنے ہی پیر پھیلائیں ایک مرید نے اپنے مرشد سے اپنے باپ کا عرس کرنے کے متعلق عرض کیا۔ پیر نے فرمایا میں تم کو کہتا ہوں کہ کسی چیز کی تکمیل کے لئے ایک چتیل (چھٹرا) بھی طلب کرنے سے تعلق مت رکھو... الخ (انصاف نامہ صفحہ ۶۵) اسکے برخلاف وہ اپنی انا سے مجبور ہوکر اپنی دولتمندی کے مظاہروں کے لئے قرض لیکر بیجا اسراف کرتے ہیں۔ اوران سے ہمدردی ظاہر کرنے والے دولتمندوں کے اسراف کی وجہ سماج میں جو برائیاں پیدا ہوئی ہیں ان کی بیخ کنی کی بجائے ہمارے بزرگوں کے طورطریقوں ہی کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے ''لوگ کیا کہیں گے'' کے ہم غلام بنتے جارہے ہیں اور یہ بھول رہے ہیں کہ کیا ہمارے یہ اعمال اللہ کو پسند بھی آتے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ کوئی کام کرنے سے پہلے یہ سوچیں کہ کیا اللہ ہمارے ان اعمال سے خوش ہوگا؟ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ''فقر پر مجھے فخر ہے'' لہذا کوئی مسلمان اپنی فقیری تنگ دستی اورغربت سے کیسے شرمندہ ہوسکتا ہے۔

قارئین کرام سے ادباً گزارش ہے کہ اس رسالے کی مسمولات پسند آئیں تو اس حقیر فقیر پُرتقصیر کے حق میں دعا فرمائیں۔ کہیں سہونظر آئے تو اسکی تصیح فرمائیں اور خاکسارکوبھی مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ضروری ترمیم وتصیح کی جاسکے۔

فقط احقر العباد فقیر سید ضیااللہ یداللّٰہی۔

۲ ۔ تقلید

ماہیتہ التقلید میں حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے مختلف کتابوں کے حوالے سے فرمایا ہے کہ تقلید کے معنی قائل کے قول کو بغیر حجت کے یعنی بغیر ذکر و دلیل کے قبول کر لینے کے ہیں۔ وہ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ اس بنا پر نبی کے قول کو قبول کرنا تقلید ہوگا۔ کیونکہ آپ جس حکم کو لاتے ہیں اس حکم کو ذکر و دلیل کے بغیر لے لینا واجب ہوتا ہے۔ (صفحہ 46)

ایک اور مقام پر حضرت مجتہد گروہؒ امام فخر الدین رازی کے ایک اشکال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں ابلیس کے غیر صادق ہونے کو اور اس کے جھوٹ سے معصوم نہ ہونے کو اور اس کے مکر و فریب کو مگر دلائل سمعیہ سے اور دلائل سمعیہ کی صحت موقوف ہے محمد ﷺ کی صداقت پر اور آپؐ کی صداقت اس بات پر موقوف ہے کہ قرآن اللہ کی جانب سے معجزہ ہے شیطاں خبیث کی جانب سے نہیں ہے۔ اور اس بات کا علم اس بات کے جاننے پر موقوف ہے کہ جبرائیلؑ سچے ہیں بری ہیں مکر و فریب اور افعالِ شیطان سے۔ پس اس وقت لازم آتا ہے دور اور یہ مقام دشوار ہے یعنی محمدؐ قرآن سے ثابت ہوتے ہیں اور قرآن زبانِ محمدؐ سے پس سوائے تقلید کے چارہ نہیں۔ (صفحہ 34 تا 35)

دوسرے الفاظ میں ہمیں اسکا کوئی راست علم نہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حضرت محمدؐ نے فرمایا یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ صحابہؓ نے کہا آمنا وصدقنا۔ اور نسلاً بعد نسلٍ ہم اسی اعتقاد پر قائم ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضرت رسولِ مقبولؐ کے فرمان کو اس طرح قبول کرنا یا ان کے افعال اور اعمال کی پیروی کرنا تقلید ہے۔ اور چونکہ حضرت امام مہدی موعود سید محمد جیونپوریؑ، حضرت رسول مقبول ﷺ کے تابع تام ہیں۔ اور بقول حضرت رسول مقبولؐ معصوم عن الخطا ہیں لہذا آپ کی تقلید اور حضرت پیغمبرؐ کی تقلید ہے۔ جس طرح صحابہء رسولؐ اور ائمہ اربعہ اور علما و فقہائے اسلام کی تقلید لازمی ہے۔ اسی طرح حضرت مہدی موعودؑ اور آپ کے خلفاء و صحابہ اور انکے جانشین

مرشدیں کی تقلید بھی لازمی ہے۔

اور حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے کہ فیض بندہ تا قیامت باشد (یعنے بندے کا فیض قیامت تک رہیگا)۔ لہذا اصاحبان کشف کے وجود سے دنیا خالی نہیں ہوگی۔ ہر شخص بجائے خود یہ کہہ سکتا ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں۔لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے مرے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانے میں مرشدیں کامل موجود رہینگے۔ (آئین مھدویہ)

جس کسی میں یہ اوصاف (کراہت از کفر و فسوق و عصیاں) موجود ہو وہ مرشد ہے اور وہ اوصاف مرشدی یہ ہیں چنانچہ بندگی میاں لاڑ شاہؒ نے فرمایا کہ کفر سے مراد سالک کی ہستی ہے اور فسوق و عصیاں سے مراد تفریط و افراط اعتقادیات و عملیات ہے یعنے جو شخص اپنی ہستی سے کامل کراہت رکھتا ہو اور تفریط و افراطِ اعتقادیات سے بیزار ہو اور کمی و زیادتی اعمال میں نہ کرے وہ شخص مرشدِ برحق ہے۔بندگی میاں ملک جیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے پاؤں غیر کے در پر لے جانے سے توڑا ہو اور جس کی طمع کی آنکھ پھوٹ چکی ہو اور جس کی حرص کی زبان کٹ گئی ہو اور کلام اضافت کے ساتھ نہ کرے۔ ایسا شخص اگر کوئی نصیحت کرے تو مواخذہ نہ ہوگا۔(رسالۂ زاوالناجی)

ایسے مرشدیں اپنے مرشدین کی تقلید کرتے آئے ہیں۔اور مھدوی خانوادوں میں تقلید کا یہ سلسلہ جاری ہے اور یہی علم حقیقت و معرفت کی سینہ بسینہ منتقلی سے مراد ہے اور یہ وہ علم ہے جو ضبط تحریر و تقریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ یہ مرشد سے مرید کو پہنچتا ہے۔ اسی لئے مرید اپنے مرشد کے احکام کو بلا چوں چرا قبول کرتا ہے۔ایصال ثواب کے معاملے میں بھی سارے مریدیں اپنے مرشدین اور مرشدون کے مرشدین کی تقلید کرتے آئے ہیں۔مرید کے لئے مرشد کی پوری پوری تابعداری کرنا چاہیے۔ورنہ تقلید نا تمام رہے گی۔

تقلید کے نہ تمام ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت مہدی موعودؑ اور صحابہ رضؓ تابعین و تبع تابعیں اور ان کے جانشین مرشدین نے جو وتیرہ اختیار کیا اس پر عمل کیا ہے ان کے کسی عمل کا ترک کرنا یا ایسے عمل کا آغاز کرنا جو مرشدین ماسبق کی روشنی کے خلاف ہو بدعت کہلاتا ہے اور بدعت کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔

غیر مھدوی معاشروں میں رہنے والے بعض مھدوی حضرات اپنے عقاید اور تقلید سے بے علم رہتے

ہیں لہٰذا لاعلمی کی وجہ وہ غیروں کے رسم ورواج اختیار کر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ غیروں کے رسم ورواج مھدوی دائروں میں بھی رائج ہوں دوسرے لفظوں میں یہ حضرات اپنے بزرگوں کی تقلید سے روگردان ہو کر غیر مھدوی معاشروں کی تقلید مھدوی معاشرے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ایسی تقلید کا کوئی جواز نہیں ۔ یہ سب مھدوی عقیدوں سے لاعلمی کا نتیجہ ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

۳ ۔ ایصالِ ثواب

ایصال ثواب کے تین طریقے شریعت میں ثابت ہیں ۔ یہ ہیں دعا۔صدقہ جاریہ۔اور نیابت ۔میت آخر کافر و مشرک کی نہیں ہے۔تو اس کے لئے دعا کرنا سنّت ہے۔صالح اولاد کی دعا مرحوم والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔مومن کی دعا دوسرے مومن بھائی کے لئے قبول ہوتی ہے۔سورہ الحشر کی دسویں آیت میں حق تعالیٰ کا فرمان ہے :۔(ترجمہ)'' اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں ! اے ہمارے رب! بخشدے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کینہ نہ بنا ۔اے ہمارے رب بے شک تو مہربان رحم والا ہے۔'' صدقہ جاریہ اس کو کہتے ہیں کہ مرنے والے نے اپنی زندگی میں ایسا کام کیا ہو جس سے اس کی وفات کے بعد بھی خلق کو فائدہ پہنچ سکے۔محدثین کا کہنا ہے کہ صدقہ جاریہ کی دس قسمین ہیں ا۔علم سکھانا، ۲۔ نیک بچے کی دعا، ۳۔قرآن مسجد چھوڑ جانا، ۴۔مسجد بنوانا، ۵۔سرائے تعمیر کروانا، ۶۔نہر جاری کرانا، ۷۔کوئی اور صدقہ جو حیات اور صحت کی حالت میں کیا ہو، ۸۔مردہ سنت کو زندہ کرنا، ۹۔جہاد میں مرنا، ۱۰۔درخت لگانا یا کھیتی بونا۔

نیابت :۔ یعنے میت کی طرف سے کوئی شخص نائب ہو کر کوئی کام کرے مثلاً حج بدل اور قضا روزوں کی

ادائیگی وغیرہ

ایصال ثواب کے لئے ایام کا تعین ناجائز نہیں۔ صاحب چراغ دین مھدی نے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ہر سال کوہ احد پر آتے تھے اور جنگ احد کے شہیدوں کی قبرون پر سلام بھیجتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے سالانہ تعین ثابت ہے۔ لہذا ربیع الاول وغیرہ کا تعین موافق سنت ہے۔ ایسی حالت میں تعین کا انکار محض لغو ہے (از فت وائے نیاز وفواتح مطبوعہ چراغ دین مھدی صفحہ 54)

دین اسلام میں مرحومین کے لئے ایصال ثواب اعمال صالحہ کے ذریعہ روا ہونے کے بارے میں شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ زندے مردوں کے لئے دعا کریں یا انکی طرف سے صدقہ دیں یعنے خیرات کریں تو اس میں مردوں کا نفع ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے کی ایک کڑی حج بدل بھی ہے۔ اگر دین اسلام میں ایصال ثواب درست نہ ہوتا تو حج بدل کا مسئلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ حقیت تو یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں جو بھی اعمال صالحہ کرے وہی اسکے حق میں دراصل مفید و نورں علی نور ہیں۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عمل میں کوتاہی کرنے والا قصور عمل کا مرتکب ہوتا ہے۔ بے ایمان قرار نہیں پاتا۔ بہر حال مرنے والا قصور عمل کا مرتکب ہو یا نہ ہو اسکو ثواب پہچانا اُس کے حق میں مفید ہے۔ اور ہر عمل نیک کا ثواب خود پانے کے لئے ہو یا دوسرے کو پہنچانے کے لئے ہو۔ اسکی نیت دل سے شرط ہے۔ خواہ زبان سے نیت کے الفاظ کہے یا نہ کہے... اپنے عزیز مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے مدرسۂ دینی قائم کرے یا مسجد بنائے یا دواخانہ کھول دے یا کنواں کھدوائے یا غربا و مساکین کو کھانا کھلائے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسکو ثواب پہنچنے کی نیت ضرور کرے۔

ایصال ثواب کی نیت جو دل سے شرط ہے اسکے الفاظ یہی ہو سکتے ہیں کہ یہ جو پکایا اور کھلایا جا رہا ہے یا فی سبیل اللہ دیا جا رہا ہے نذر اللہ ۔ نیاز رسولؐ ۔ نیاز مھدی موعودؑ ۔ مراد اللہ و جمیع الانبیا اور اولیا و صالحین رحمتہ اللہ علیھم اجمعین، خصوصاً نیازِ فلاں بزرگ یعنے اس بزرگ کی روح پاک کے لئے نیاز مندانہ تحفہ ہے یا فلاں مرحوم کی روح کو اسکا ثواب پہنچے یا بہ نیت فلاں یہ ایصال ثواب ہے۔

ایصال ثواب کی نیت کے الفاظ محدث اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی فت وائے اشرافیہ حصہ اول میں یہی لکھے ہیں کہ ''خدائے تعالیٰ ثوابش بروح فلاں برساند''۔ بجائے اس کے کھانا سامنے رکھکر دونوں ہاتھ

اٹھا کر اسکے سامنے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر فاتحہ و درود وغیرہ پڑھنا قطعاً ناروا ہے (قوت الایمان صفحہ 59 تا 61)

چراغ دیں مھدی میں کتاب علم الفقہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کھانا شیرینی وغیرہ آگے رکھکر قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے ہیں اور اسکو ایک ضروری عمل خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے

۴ ۔ مکروہات

کسی کے مرنے پر بہ آواز بلند رونا پیٹنا۔ واویلہ اور شور وفغاں کرنا یا گریباں چاک کرنا یا سر پر مارنا حرام اور بڑا گناہ ہے۔ مالا بدمنہ سے یہ عبارت نقل کرتے ہوئے صاحب چراغ دین نبوی نے لکھا ہے کہ مرنے پر شور وغل مچانا گویا خدائے تعالیٰ کی مشیت سے علانیہ مخالفت اور ناراضگی ظاہر کرنی ہے۔ اور یہ خدائے قادر کی بڑی ناخوشی کا موجب ہے۔ اس میں سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسکے ثبوت میں کلام مجید کے 27 ویں جز کے رکوع 19 کی یہ آیت نقل کی گئی ہے۔ (ترجمہ):۔ ''جو گزر گیا اس پر رنج نہ کرو'' حضرت عمرؓ سے نقل ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا ''مردہ عذاب کیا جاتا ہے اپنی قبر میں بین کر کے رونے سے اس پر'' (بین کرنے کے معنی ہیں مردے کی خوبیاں بیاں کر کے رونا رولانا۔ نوحہ) البتہ کسی کے مرنے پر اگر بلا قصد اور بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑیں اور دل میں خدائے تعالیٰ مشیت سے رنج و ملال نہ ہو تو ایسا رونا جائز ہے بلکہ اپنی موت کو یاد اور اپنے گناہوں پر غور کر کے جس قدر روئیں مفید اور کم ہے۔

اگر عورتیں زیارت کو اس وجہ سے جائیں کہ غم تازہ ہو جائے اور رونا پٹینا اپنے معمول کے موافق قبروں پر کریں تو ہرگز جائز نہیں اور جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر۔ اس میں وہی عورتیں مراد ہیں جو قبروں پر امورنا شروع کردیں اور اگر اس وجہ سے جائیں کہ عبرت حاصل کریں یا متبرک جان کر صلحا (صالحین) کی قبروں پر جائیں تو اس صورت میں اگر عورتیں بوڑھی ہوں تو مضائقہ نہیں اور اگر جوان ہوں تو ان کے حق میں زیارت مذکور مکروہ ہے (بحوالہ غائتہ الاوطار) اور کتاب خزائتہ الروایات

میں لکھا ہے کہ جو عورت کہ اپنے گھر سے نہ نکل کر میت کی بھلائی کے لئے کچھ دعا مانگے تو اس پڑھنے والی بی بی کو اور اس میت کو اللہ تعالی حج اور عمرے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (چراغ دین نبوی صفحہ 122-121)

حضرت میاں زین العابدینؒ نبیرہ حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الاولیاء میراں سید محمود مہدی موعود علیہ وسلم کے زمانے سے ہمارے زمانے تک عورتوں کو حضرت امام مھدی علیہ وسلم کی بی بیوں اور صحابہ و تابعین و تبع تابعینؒ کی بی بیوں کو، باوجود زیارت قبور میں ثواب بزرگ ہونے کے، زیارت قبور کی اجازت نہیں ہوئی۔ پس اجماع و اتفاق سے یہ بات پائے تحقیق کو پہونچی کہ عورتوں کو زیارت و فاتحہ کے لئے قبرستان جانے کی اجازت نہیں (چراغ دین مھدی مطبوعہ بار پنجم 1410ھ صفحہ 53 بحوالہ احرز المصلیین)

مختلف مقامات پر دائرے قائم کئے جاتے تھے اور یہ شہروں کے باہر جنگلوں وغیرہ میں ہوتے تھے۔ ان دائروں میں جو حضرات انتقال کر جاتے تھے انہیں دائروں ہی میں دفن کیا جاتا تھا۔ علاحدہ حظیرے نہیں ہوا کرتے تھے۔ ایسے مقامات پر عورتیں قبروں پر زیارت کیا کرتی تھیں۔ دائرہ مھدویہ میں اس طرح زیارتیں کرنا جائز گردانا قرار دیا گیا ہے اور اسی بنا پر عورتوں کا حظیروں میں جانا اور زیارت کرنے کا رواج رہا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس طرح کا حظیروں میں جانا رونے پیٹنے اور واویلا کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ اصحاب قبور کی بے بسی سے عبرت حاصل کرنے کے لئے ہو یا فاتحہ یا قل اور درود پڑھنے کے لئے ہو تو مضائقہ نہیں۔

مرحوم کے انتقال کے بعد بعض دنوں میں نیتیں (اعراس) کی جاتی ہیں۔ کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جاتا ہے اور برادری میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اگر ایسی نیتوں کے کرنے کا مقصد اپنی دولت کا مظاہرہ اور ناموری ہے تو ثواب کیا ہوگا۔ الٹا گناہ اور وبال ہے۔ قرض لیکر ان رسموں کو پورا کرنا خود بری بات ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ رسمیں مردے کے مال سے ادا کی جاتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی استعمال کرنا درست نہیں تو اسکو دوسرے کاموں پر خرچ کرنا اور بھی زیادہ نادرست ہے۔ اگر یہ نیتیں (اعراس) مرحوم کے عزیز و اقارب اپنی ناموری کے لئے یا اپنی دولت کی دھاک بٹھانے کے لئے کریں تو اسکا بھی کوئی ثواب کسی کو بھی نہیں ملتا۔ ثواب ملنے کے لئے کوئی کام اللہ کے واسطے کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے مقاصد کے لئے ایسے کام کریں تو ثواب کیا ملیگا؟ اور کرنے والے کو ہی ثواب نہیں ملتا تو وہ مرحوم کو کیا بخشے گا؟ اگر استطاعت نہ ہو

تو قرض لیکر نیتیں نہیں کرنا چاہیئے ۔صرف پانی کو عود دیکر فاتحہ قل درود پڑھنا کافی ہے۔متوفی کو اسکا ثواب مل جائیگا۔

مرحوم کے گھر میں عورتوں اور مردوں کا پسماندگاں کو تعزیت اوران کا غم بانٹنے کے لئے جمع ہونا اچھا ضرور ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر اپنے ذاتی معاملات یا دنیا جہاں کے قصے بیاں کرتے ہیں کپڑے ایسے بھڑکیلے پہنے جاتے ہیں جیسے کسی خوشی کے موقع پر جمع ہو رہے ہوں۔ اہل قبور کی مغفرت کے لئے دعا مانگنا اور انکی بے اختیاری اور عدم قدرت سے عبرت حاصل کر کے دنیا کی الفت اور رغبت دور ہونا اور اپنی آخرت کو یاد کر کے ترساں و ہراساں ہونا چاہئے۔ نیز حظیرہ میں ہنسی اور قہقہہ اور دنیاوی اور بے فائدہ کلام سے بچے رہنا اور وہاں کوئی چیز کھانا، پینا اور سونا مکروہ تحریمی ہے۔قبر کی جانب سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا اور وہاں چراغ روشن کرنا اور آتش جلانا۔قبر پر غلاف پہنانا اور صاحب قبر سے کوئی حاجت طلب کرنا اور ان کے لئے نذر قبول کرنا منع ہے البتہ اہل قبور کو اپنی حاجت روائی کے لئے وسیلہ ٹھہرانا جائز ہے (چراغ دیں نبوی بحوالہ مالا بد منہ)

قبروں پر دھوم دھام سے میلہ کرنا۔ چراغ جلانا۔عورتوں کا وہاں جانا، چادریں چڑھانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کے لئے قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا تفریہ یا قبر کو چومنا۔ چاٹنا۔خاک ملنا۔طواف یا سجدہ کرنا۔ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا وغیرہ (یہ سب بدعتیں اور بری رسمیں ہیں) (بہشتی زیور مولفہ مولانا اشرف علی تھانوی مطبوعہ دہلی سال اشاعت نامعلوم)

۵ ۔ قرآن خوانی

گروہ مہدویہ میں ختم قرآن کرنا اور اسکا ثواب مرحوم کو بخشنا قدیم تقلید ہے۔ قرآن مجید پڑھکر اسکے ختم پر اجرت حاصل کرنا یا اسکا کچھ عوض پانے ہی کی نیت سے پڑھنا، خواہ تراویح میں ہو یا کسی میت کے ایصال ثواب کے لئے ایک ایسا فعل ہے جس میں حصول ثواب کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی۔ نہ پڑھنے والے کے لئے، نہ پڑھوانے والے کے لئے نہ کسی مرحوم کے لئے جس کے ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھوایا جائے۔ کیونکہ یہ فعل صدر اول میں تھا ہی نہیں، نہ نبی کی اجازت سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کے عمل سے۔ بلکہ جیسا کہ نذر و نیاز یا کسی مرحوم کی روح کے ایصالِ ثواب کے موقع پر سوائے اسکی نیت دل سے کرنے یا اسی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے کے کھانے کی دیگ کے سامنے کھڑے ہو کر یا کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھکر دونوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ و درود پڑھنا سنت نہیں۔

ویسا ہی کئی آدمی بیٹھکر آپس میں قرآن کے پارے تقسیم کر کے ختم قرآن کرنا بھی سنت نہیں، بلکہ بدعات و محدثات ہی میں داخل ہے جن کی ممانعت احادیث صحیحہ سے بہ تاکید ثابت ہے اور حضرت مہدی موعود علیہ اسلام کے فرمان سے بھی ثابت ہے کہ جو کوئی رسم و عادت و بدعت اختیار کریگا وہ دین کا بہرہ نہیں پائیگا۔ دین کا کوئی کام بھی ہو وہ محض للّٰہ فی اللّٰہ ہی انجام دینا چاہیے۔ اس لئے کے خود آن حضرت رسول اللہ صلعم کو خداوند تعالیٰ کا حکم ہے:۔ (ترجمہ) ”کہدو، اے محمدؐ میں تم میں سے اسکا کوئی اجر طلب نہیں کرتا“ (سورہ انعام رکوع 16)
یعنے یہ دینی تبلیغ اور دین کے دوسرے سارے کام محض اللہ کے لئے ہیں اسکا میں معاوضہ نہیں چاہتا۔۔۔
(لہذا) قرآن پڑھکر اجرت طلب کرنا یا پڑھا کر تنخواہ یا مقررہ معاوضہ لینا یا دینا، یہ اور ایسی ہی دیگر دینی اور مذہبی خدمات کا شمار نافرمانی اور بے دینی ہی ہوگا۔ خدا اس سے پناہ میں رکھے (قوت الایمان 1391ھ صفحہ 58-59)

مرحوم کے مرجانے کے بعد جب تک اُس کو غسل نہ دیا جائے۔ اسکے پاس قرآن مجید پڑھنا درست

نہیں۔(بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ 113)

گروہ پاک میں حال حال تک کئی آدمی یا کئی عورتیں یا کئی مرد اور عورتیں ملکر قرآنِ مجید کے پارے آپس میں تقسیم کر کے ختم قرآن کرنے کا رواج نہیں تھا لیکن اب غیر مہدوی آبادیوں میں رہنے والے مہدویوں نے غیروں کا دیکھا دیکھی یہ رسم شروع کر لی ہے۔اس طرح یہ ایک بدعت ہے اس سے کلام مجید کی بے حرمتی ہوتی ہے اسلئے گروہ پاک میں اس طرح کلام اللہ کے پاروں کو تقسیم کر کے ختم قرآن کی تقلید نہیں ہے۔

حالی میں گروہ پاک میں بھی یہ بدعت شروع ہوئی ہے کہ گھر میں ٹیپ ریکارڈ پر قرآن کی قرآت اور اسکے ترجمہ کے کسیٹ بجائے جاتے ہیں اور پوری آواز دیدی جاتی ہے گھر کے اور پڑوس کے گھروں میں لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں یا سڑکوں پر گھومتے رہتے ہیں اور کوئی ٹیپ ریکارڈ کی قرائت ادب واحترام سے سنتا نہیں اور یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ سننے والوں میں کون باطہارت ہے اور کون نہیں ہے۔ ایسے میں اگر ٹیپ ریکارڈ سے سجدہ تلاوت کی آواز آئے تو لوگ سجدہ نہیں کر پاتے اور گنہگار ہوتے ہیں۔اس بدعت کا جتنی جلد خاتمہ ہو اچھا ہے۔

۶ ۔ مہدوی بزرگوں کا حال

حضرت سید محمد مہدی موعودؑ دیدارِ خدا کی دعوت اور قرآن مجید کا بیان فرمانے کے لئے اس جہاں فانی میں تشریف لائے تھے۔

نقل ہے کہ ایک طلب خدا کا وصال ہوا۔ حضرت مہدیؑ نے ان کے حق میں کوئی بشارت نہیں دی۔ برادروں کے استفسار پر حضرتؑ نے توجہ کر کے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہوتا ہے کہ تیرے واسطے سے ہم نے اسکو بخش دیا۔۔ (نقلیات میاں سید عالم مطبوعہ حیدرآباد دکن 1376ھ صفحہ 12-11۔ حاشیہ انصاف نامہ مطبوعہ حیدرآباد 1369ھ صفحہ 234-233)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ حضرت مہدیؑ کے زمانے میں اور ہمارے زمانے میں بہت فرق ہو چکا ہے۔ جب حضرت مہدیؑ کے حضور میں کسی جنازے کو لاتے تھے اور آن حضرتؑ اس پر نظر فرماتے تھے تو ساتھ ہی خدائے تعالیٰ اسکو بخشتا اور ایمان عطا فرماتا تھا۔ ہمارے سامنے کوئی بحال حیات آتا ہے اور تائب ہو کر مرتا ہے تو اسکو خدائے تعالیٰ بخشتا اور ایمان عطا فرماتا ہے (تذکرۃ الصالمین صفحہ 56)

حضرت مہدی موعودؑ کے زمانے میں صحابہؓ کو مردے کا حال معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ بیٹھے ہوئے تھے جنازہ لائے۔ صحابہؓ نے حضرت مہدیؑ سے عرض کیا کہ اس مردے پر عذاب ہو رہا ہے۔ حضرت مہدیؑ نے اس مردے کو دیکھا فرمانِ خدا ہوا کہ اے سید محمدؑ تیری نظر اس پر پڑی ہم نے اسکو نجات دی۔۔۔ (حاشیہ انصاف نامہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1369ھ صفحہ 126)

نیز نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو حضرت مہدی موعود کے وصال کی کیفیت چھ مہینے پہلے ہی معلوم ہو گئی تھی۔ نیز وصال کے تین دن پہلے بھی حضرت شاہ دلاورؓ کو دوبارہ معلوم ہوا تھا۔۔ آپ نے بندگی میاں شاہ نظامؓ کو یہ کیفیت سنائی۔ انہوں نے بھی توجہ کی تو انہیں بھی ایسا ہی معلوم ہوا۔ (حاشیہ انصاف نامہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1369ھ صفحہ 237-236)

نقل ہے کہ ایک روز بندگی میاں شاہ دلاورؓ جنگل میں جارہے تھے۔ وہاں آپ نے ایک قبر دیکھی۔ اسی وقت خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس قبر پر سوار ہو تیری جوتیوں کیگرد اس پر پڑیگی تو میں اسکو عذاب سے نجات دونگا۔ (نقلیاتِ میاں سید عالم مطبوعہ حیدرآباد دکن 1376ھ صفحہ 21 و حاشیہ انصاف نامہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1369ھ صفحہ 212)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے لوح محفوظ پر نظر کر کے ہونے والے مرید کی ابتدا اور انتہا کو معلوم کیا کہ سب خیریت ہے۔ اسکے بعد اسکو تربیت کیا (حاشیہ انصاف نامہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1369ھ صفحہ 283)

نقل ہے کہ بندگی میاں سید شہاب الدین مرشد المرشدین کے دائرے میں اٹھارہ مرشدان خدابین تھے۔ ان میں حضرت سید محمود خاتم المرشدین حسنین ولایت بھی شامل ہیں۔ نیز اس دائرے میں اٹھارہ سو مرد اور عورتیں طالبانِ خدا تھے ان میں سے کسی کے ایمان میں کوئی نقص نہیں تھا۔ (تذکرۃ الصالحین مطبوعہ حیدرآباد دکن 1381ھ صفحہ 124)

نقل ہے کہ میاں سید حسینؒ قبرستاں میں جا کر ہر ایک قبر کا احوال بیان فرماتے تھے کہ فلاں شخص قبر میں عذاب پا رہاہے اور فلاں راحت میں ساتھ ہے۔(تذکرۃ الصالحین مطبوعہ حیدرآباد دکن 1381ھ صفحہ 200) (حضرت سید حسینؒ حضرت روشن منورؒ بن حضرت ثانی مہدیؑ کے فرزند ہیں)

ان نقلیات سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان بزرگوں کی شان کیا تھی اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک ان کا کیا مقام تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب ان بزرگوں کو معلوم ہوجاتا تھا کہ مردے پر تدفین سے پہلے اور قبر میں کیا بیت رہی ہے۔ ان سارے بزرگوں نے مہدوی گروہ کی تقلید پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور ان کے زمانے میں اور ان کے جانشینوں کے زمانے میں چوتھے، دسویں، بیسویں، چالیسوں کے اعراس ہوا کرتے تھے او رسالیانہ عرس اور بہرۂ عام بھی ہوا کرتے تھے اور ان سب موقعوں پر عود دینے اور ختم قرآن کر کے اسکا ثواب مردے کو بخشنے کی تقلید متواتر چلی آرہی ہے۔

۷ ۔ ساٹھ کفارۃ

ترک دنیا سے پہلے، یا ترک دنیا کا اقرار کرنے، یا ترک دنیا کے ارادے سے جو وفات پاتا ہے تو اسکی آخری رسومات اسکے دنیاداری کے گھر پر نہیں بلکہ اسکے علاقے کی کسی نہ کسی مسجد میں لاکر ادا کی جاتی ہیں۔ ’’اس طرح راہ خدامیں ہجرت کے فرض کی ادائیگی اس (مرحوم) کی جانب سے ہونی چاہیے۔۔۔ اور اسی موقعہ پر متوفی کے ورثا متوفی کی وصیت کی بنا پر یا خود صاحب استطاعت ہوں تو ازخود اسکی قضا نمازوں اور روزوں کی نیت سے ہدیہ اور ساٹھی، یعنے تیس مسکینوں کے دووقت کی خوراک کی مقدار اندازاً ساٹھ روپے (1390ھ کی قیمتوں کے مطابق) اور ایک قرآن مجید کا نسخہ یا اسکا ہدیہ، حسب مقدور اور ایک صدقہ فطر کی مقدار میں گیہوں، حج کے ارادے کے اثبات میں ایک کپڑا بقدر احرام لے کر اس کپڑے میں گیہوں مذکور اور آخیر آمدنی کا عشر یا اسکی نیت سے کچھ روپے یا پیسے اسی کپڑے کے پلو میں باندھکر راہ خدامیں مرشد کو دیتے ہیں۔ ساٹھی مزکور کے بارے میں یہ حدیث شریف ترندی وغیرہ کتب صحاح میں مزکور ہے کہ حضرت نافعؒ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جو شخص فوت ہوجائے اور اس پر رمضان کے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے (مشکواۃ مترجم) اور یہ امر بخوبی سمجھے رہنے کا ہے کہ جسم کی موت سے زندگی ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ایک اور دیرپا زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اسکا آغاز خدا کے گھر کی طرف رجوع ہی سے ہونا شانِ ایمان ہے۔‘‘

(آئین مھدویہ مولوفہ حضرت سید خدابخش رشدی مطبوی حیدرآباد دکن 1390ھ صفحہ 23-22)

حضرت افضل العلماء مولانا سید نجم الدین اہل بچپڑیؒ نے ساٹھ کفارے کے لئے (270 کیلو) گیہوں یا اسکی قیمت۔ کلام مجید یا اسکا ہدیہ وغیرہ کی مقدار تجویز کی ہے متوفی خود یہ ادا کرسکتا ہے یا صاحب استطاعت ہو تو وصیت کرے یا اسکے ورثا بھی دے کر صاحب استطاعت ہوں تو یہ رقم ادا کرسکتے ہیں۔

۸ ۔ زیارت قبور

قبروں کی زیارت کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ آپؐ نے بار بار قبروں کی زیارت فرمائی ہے اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ مرحومین کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرنا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے۔ سورہ حشر میں اللہ فرماتا ہے:۔ (ترجمہ) ’’جو لوگ بعد آئے وہ کہتے ہیں ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔‘‘

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے، اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا عمل باقی رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ، دوم ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جاسکے اور تیسرا نیک فرزند جو اس مرحوم کے لئے دعا کرے۔ (فقہ عالیہ 1381ھ صفحہ 111)

حاشیہ انصاف نامہ کی نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ۔۔۔ دولت آباد پہنچے۔ تمام اولیاء اللہ کی زیارت فرمائی ایک مقام پر قدم مبارک کی ایڑی یا انگوٹھے زمین پر ٹیک کر چل رہے تھے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ خوندکار اس طرح کیوں چل رہے ہیں تو حضرتؑ نے فرمایا یہاں بہت سے اولیاء اللہؒ ہیں۔ اسکے بعد حضرت مہدیؑ نے ایک جگہ کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی۔۔۔ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 168-167)

اہل قبور کی مغفرت کے لئے دعا مانگنا اور ان کی بے اختیاری اور عدم قدرت سے عبرت حاصل کر کے دنیا کی الفت و رغبت نہ رکھنا اور اپنی آخرت کو یاد کر کے ترساں و ہراساں رہنا چاہیے۔ (چراغ دیں نبوی صفحہ 121)

حضیرے میں ہنسی اور قہقہہ اور دنیاوی اور بے فائدہ کلام سے بچے رہنا اور وہاں کوئی چیز کھانا پینا اور سونا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر کی جانب سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا اور آتش جلانا اور قبر پر غلاف پہنانا اور صاحب قبر سے کوئی حاجت طلب کرنا اور ان کے لئے نذر قبول کرنا منع ہے البتہ اہل قبور کو اپنی حاجت روائی کے لئے وسیلہ ٹھرانا جائز ہے۔ (مالابدمنہ بحوالہ چراغ دیں نبوی۔ ایضاً)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص قبرستان میں جائے اور گیارہ بار قل پڑھ کر اہل قبور کو بخشے تو ان تمام کے برابر اس پڑھنے والے کو بھی خدائے تعالیٰ ثواب عطا فرمائے گا۔ (بالا بد منہ بحوالہء ۔ایضاً)

واضع ہو کہ جمعہ کے روز قبل زوال زیارتِ قبور نہ کرنے کی تقلید ہے اور اسکی سند فت وائے ابوالحدیث ثمر قندی سے بھی ہو سکتی ہے۔ (چراغ دین نبوی۔ایضاً)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم قبروں پر جانے والی عورتوں پ لعنت فرماتے تھے۔ (بحوالہء مشکواۃ شریف مترجم) ۔۔۔۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے۔ حضرت میاں سید زین العابدین نبیرہ حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس گروہ برگزیدہ میں حضرت مہدی موعودؑ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک عورتوں کو یعنی حضرت امام مہدی موعودؑ کی بی بیوں اور صحابہ وتابعین و تبع تابعینؒ کی بی بیوں کو باوجود زیارت قبور میں ثواب ہونے کے قبرستان جانے کی اجازت نہیں دی ۔(ازحرز المصلیین بحوالہ چراغ دیں مھدی صفحہ 53)

اگر عورتیں غم تازہ کرنے اور رونے پیٹنے کے لئے قبرستان جائیں تو یہ ہرگز جائز نہیں۔۔۔۔اگر اس وجہ سے جائیں کہ عبرت حاصل کریں، یا متبرک جان کر صلحا کی قبروں پر جائیں تو اس صورت میں اگر عورتیں بوڑھی ہوں تو مضائقہ نہیں اور اگر جوان ہوں تو ان کے حق میں زیارت مذکور مکروہ ہے (غائتہ الاوطار بحوالہء چراغ دیں نبوی صفحہ 121-122)

چراغ دیں نبوی میں خزائتہ الروایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ:۔ (ترجمہ) ’’جو عورت اپنے گھر سے نہ نکل کر میت کی بھلائی کے لئے کچھ دعا مانگے تو اس پڑھنے والی بی بی کو اور اس میت کو اللہ تعالیٰ حج اور عمرے کا ثواب عطا کریگا۔‘‘ (مزید تفصیلات کیلیئے مکروہات کا باب ملاحظہ ہو)

۹ ۔ شربت شکر اور بھاتی

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعودؑ نے ملک برھان الدینؓ کے وصال پر شربت پلانے کا حکم فرمایا ۔(نیز نقل ہے کہ بندگی ملک الہدادؓ نے بی بی خونزا بوا کی رحلت کے قریب بی بی کو کہلوایا کہ اگر حکم ہو تو خوندکار کے وصال پر شربت پلاتا ہوں ۔ بی بی نے فرمایا کہ ہمارا محبوب (اللہ تعالیٰ) جلوہ گر ہے، تمام تلخی شرینی ہوگئی ۔۔۔ بی بی نے اشارے سے برادروں کو شربت پلانے کا حکم فرمایا۔

نقل ہے کہ میاں سید محمودؓ نے میاں سید حسینؓ اور میاں سید مبارک کے وصال پر شربت بنایا (نقلیات میاں سید عالم صفحہ 98)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں سید محمود عرف سید نجی خاتم المرشدینؓ کے ایک فرزند میاں سید مبارک کی وفات اٹھارہ سال کی عمر میں واقع ہوئی ۔ ان کو نہلانے کے بعد کفن پہنانے کے وقت کسی نے کہا کہ "میاں کی شادی کا سہرا دیکھنے کے دن تھے ۔" یہ سن کر حضرت خاتم المرشدینؓ ان کو دستار باندھتے وقت پیشانی کے بالائی حصے پر دستار میں پھول لگاتے ہوئے فرمایا "بندہ اپنے صاحب خدائے تعالیٰ کی خوشی کا سہرا دیکھتا ہے ۔" اس عمل کی یادگار میں یہ عمل اسی وقت سے مھدویوں میں رواج پایا ہے (آئین مھدویہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1390ھ صفحہ 14) اور ان کے دفن کے بعد سب کو میاںؓ نے شربت پلایا ۔ سہرہ اور شربت انہیں کی میت پر ہوا ۔(تذکرۃ الصالحین صفحہ 152-153)

ان اعمال کے ترک سے ان بزرگوں کے فضل وفضلیت کا انکار لازم آتا ہے (آئین مھدویہ صفحہ 14)

میت کی تدفین کے بعد شربت یا شکر مرشد کے حکم سے تقسیم کریں (چراغ دیں مھدی صفحہ 56)

میت کی نیت سے امتی کے لئے شکر اور اہل بیت کے لئے شربت بنا کر تقسیم کرنے کا طریقہ بھی حضرت مھدی موعودؑ کے حضور سے اب تک برابر چلا آرہا ہے ۔ چنانچہ حضرت ام المومنین بی بی الہدادیؓ کی رحلت کے

روز بعد دفن حضرتؑ کے فرمان مبارک سے زرِنقد جو للہ آیا ہوا تھا سب مہاجرین اور فقراء کو بطور سویت تقسیم کیا گیا ۔اور شربت بھی تیار کروا کے سب میں تقسیم کیا گیا۔اور طعام پخت کروا کے تمام فقراء وصحابہؓ ومہاجرینؓ وزنان وطفلاں کو بی بی موصوفہؓ کی نیت سے بطور سویت عطا فرمایا گیا۔اور حضرت مہدیؑ نے بی بی موصوفہؓ کی نیت سے کھانا کھلایا اور عرس وبہرہَ عام کئے اور عود دیکر پانی پلایا۔اس سے گروہ مبارک میں حضرت بی بی الہدادادیؓ کی بہرہَ عام ہوتی ہے اور عرس وبہرہَ عام کے روز پانی کو عود دیکر پلانے کا طریقہ بھی جاری ہے (چراغ دین نبوی صفحہ 117-118)

بھاتی کا کھانا بھیجنا اہل میت کے واسطے مصیبت کے روز سنت ہے (مالا بدمنہ بحوالہ چراغ دین نبوی صفحہ 119)

چنانچہ گروہ مبارک مہدویہ میں قدیم سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ میت کے گھر والوں کو پہلے روز مرشد کھانا کھلاتے ہیں اور پھر تین روز تک قرابت دار کھانا کھلاتے ہیں۔میت کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے واسطے اتنا کھانا پکوائیں جوان کو اس دن اور رات شکم سیر کردے۔اور اس باب میں اصل وہ حدیث ہے کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر جب آئی تو آپ (رسول اللہ صلعم) نے ارشاد فرمایا تھا کہ جعفرؓ کے متعلقین کے لئے کھانا تیار کرو کہ وہ اپنے غم میں ہیں۔ (فتح القدیر بحوالہء چراغ دیں نبوی۔ایضاً)

اپنے مریدوں میں سے کوئی وفات پائے تو پہلے دن اسکے متعلقین کو کھانا بھیجنا ہر اہل ارشاد کے لئے مستحب ہے بشرطیہ کہ بلا کسی سعی وتر دود کے اسکی فراہمی کی سبیل ہو۔ (آئین مہدویہ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1390ھ صفحہ 24)

۱۰ ۔ روٹی

۱ ۔ روٹی مرحومین سے کسی نہ کسی طرح جڑی ہوئی ہے۔ ہدایت الحرمین میں فتاویٰ اوذ جندی کے حوالے سے یہ روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا حضرت محمدؐ کے صاحب زادے حضرت ابراھیمؓ کے انتقال پر صحابی رسولؐ حضرت ابوذر غفاری خشک کھجور اور دودھ جس میں جو کی روٹی تھی آں حضرتؐ کے حضور میں لائے آپ نے اس پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذرؓ کو حکم دیا کہ تقسیم کر دیں اور کہا ''میں نے اسکا ثواب اپنے بیٹے ابراھیمؓ کو بخشا ہے۔''

۲ ۔ حضرت مھدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو خدا تمہیں دے، تھوڑا ہو یا بہت، اس کا عشر دو۔ اگر روٹیاں ہوں، تھوڑی یا بہت، ان کا بھی عشر دو۔ اگر تھوڑی سی روٹی ہو تو اس میں سے تھوڑی چیونٹیوں کو ڈالو۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ صفحہ 8)

۳ ۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ خود سویت کے لئے بیٹھے تھے اور بعض وقت خود اپنے ہاتھ سے روٹی تقسیم کرتے تھے۔ (انصاف نامہ صفحہ 199)

۴ ۔ حضرت بندگی میاں شاہ پکھنڈہؓ دائرے میں روٹی اور گوشت کی سویت ہوتی تھی۔ (انصاف نامہ صفحہ 146)

۵ ۔ حضرت بندگی ملک الھدادؓ نے تھراڈ میں دائرہ باندھا تھا بہت سارے اہل دائرہ بندگاں خدا فاقہ سے جان بحق ہوئے۔ بہت سوں نے اپنے حال اور مراتب کی خبر دی۔ لیکن ایک بندہ خدا نے نزع کی حالت میں پوچھنے پر روٹی کا اشارہ کیا اور جان بحق ہو گیا۔ بندگی ملک الھدادؓ اس پر بہت آزردہ ہوئے اور بہت زاری کی۔ اللہ کی طرف سے بندگی ملک کو معلوم ہوا کہ روٹی کی طرف جو اس بندے نے اشارہ کیا یہ بشریت کی صفت ہے۔ اسکا کہنا ہم یعنی (اللہ) کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔۔ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 152-151 تذکرۃ الصالحین صفحہ 109-108)

۶ ۔ حضرت مھدیؑ نے دائرے کے اہل فراغ سے فرمایا کہ خدا کی راہ میں فقیروں کو دو، تمام مت کھاؤ (اسی میں) تمہارے لئے فائیدہ ہے (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 168)

۷ ۔ نقل ہے کہ ایک شخص روٹی لیکر چالیس حجرے پھرا۔ کسی نے روٹی قبول نہیں کی اور کہا کہ ہم کو فاقہ اٹھانے کی طاقت ہے دوسرے بھائی کو دو۔ تمام اشخاص یہی کہتے تھے۔ خدا کے طالب تھے اور آپس میں خلوص رکھتے تھے۔۔۔۔ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 228)

۸ ۔ حضرت مھدیؑ نے فرمایا "تم کو بھوجن ہمکوں پیو" (تم کو روٹی ہم کو خدا) (نقلیات میاں سید عالمؒ صفحہ 111)

۹ ۔ حضرت مھدی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کے بندے اور خدا کے درمیاں پردہ کیا ہے۔ حضرتؑ نے روٹی دکھا کر فرمایا کہ یہی نان (روٹی) پردہ ہے بندے اور خدا کے درمیاں (نقلیات میاں سید عالمؒ صفحہ 111) (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 31-30)

۱۰ ۔ امام غزالی نے فرمایا ہے کہ خدا کے دیدار کے لئے سات حجابوں میں پہلا حجاب روٹی ہے (حاشیہ انصاف نامہ 1369ھ صفحہ 61)

۱۱ ۔ حضرت مھدیؑ نے بندے اور خدا کے درمیاں روٹی کا حجاب ہونا بیان کیا ہے اور امام غزالیؒ نے بھی دیدار کے لئے پہلا حجاب روٹی قرار دیا ہے یہ حجاب ظاہر ہے کہ طالب خدا اور خدا کے درمیاں ہے۔ ایسے طالبِ خدا کو روٹی بہم پہچانے والے کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور طالبِ حق کی مشکل آسان ہوتی ہے اور ظاہر ہے طالب حق کو روٹی اچانک بلاعلم واطلاع آتی ہے تو اس کے لئے یہ حلال طیب ہے جسکی بقول حضرت مہدی موعودؑ "اللہ کے پاس پوچھ نہیں ہے"۔ طالب حق حلال طیب کھا کر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو جلد اپنے مقصد (دیدارِ خدا) کو پہچتا ہے لہذا روٹی کھانے والا اور روٹی بھیجنے والا دونوں سعادت اور ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

مھدوی دائروں میں بندگانِ خدا متوکل رہتے تھے اور فقر وفاقہ کی زندگی گزارتے تھے۔ لہذا ان دائروں کے کلچر میں روٹی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے مرحومین کے انتقال پر چالیس دن تک روٹیوں کی للِلہ تقسیم کا

رواج پڑ گیا اور آج تلک جاری ہے لہذا کسی کے مرنے پر پہلے تین دن تک اسکے گھر کے افراد سوگ میں رہتے تھے لہذا چوتھے کے دن چار روٹیاں پکا کر مرشدیں، فقراء، رشتہ داروں اور خود اپنے گھر میں تقسیم کرتے تھے۔ اسکے بعد چہلم تک ہر روز ایک ایک روٹی کی تقسیم کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور اب بھی بہت سارے خاندانوں میں ہے۔ اسی طرح چہلم کی گھڑی میں کاسبین کے یہاں دو روٹیاں یا مدعوین کی تعداد کے لحاظ سے زیادہ پکائی اور تقسیم کی جاتی تھیں اور اگر چہلم کسی مرشد کا ہوتا تھا تو مریدیں، دوسرے معتقدیں اور مدعوین کی تعداد کا لحاظ کرتے ہوئے پانچ یا سات یا نو روٹیاں پکائی جاتی ہیں تا کہ سب کو مرشد مرحوم کا فیض پہنچے۔ مرشدوں کے بعض خاندانوں میں روٹی کی تقسیم کا رواج نہیں ہے ۔

۱۱ ۔ عود

خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے مسجدوں میں خوشبو اور بخور کا انتظام شروع کیا اسکی ابتداء یوں ہوئی کہ ایک دفعہ مال غنیمت میں عود کا بنڈل آیا حضرت عمرؓ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہا لیکن وہ کافی نہ تھا۔ حکم دیا کہ مسجد میں صرَف کیا جائے کہ تمام مسلمانوں کے کام آئے۔ چنانچہ موذن کے حوالے کیا گیا۔ وہ ہمیشہ جمعہ کے دن عود انگیٹھی میں جلا کر نمازیوں کے سامنے پھرتا تھا (الفاروق حصہ دوم صفحہ 115 بحوالہ خلاصت الوفا باخبار دار المصطفے مطبوعہ مصر صفحہ 174)

یہ گویا تاریخ اسلام میں عود کے استعمال کا پہلا ذکر ہے ایک حدیث صحیح میں ہے کہ سائل نے حضرت رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میری یہ تمنا ہے کہ صدقہ جاریہ کے طور پر ایک کنواں کھدواؤں لیکن اتنی مقدرت نہیں رکھتا ہوں۔ پس میری یہ آرزو کس طرح پوری کروں؟ آن حضرتؐ نے فرمایا ''ایک گھڑا لے اور اسکو خوشبودار کر کے ٹھنڈا پانی اس میں بھر اور بندا گانِ خدا کو پلا دے۔ ایک کنواں کھدوا لنے کا اجر خدائے تعالیٰ تجھے دیگا

۔ انتہیٰ۔ لیکن یہ عمل دورنبوت میں عام نہیں ہوا تھا۔ حضرت مہدی موعودؑ کے حکم واجازت سے گروہ مھدویہ میں ہر بزرگ کی نیاز وعرس، بہرہ عام اور ہر مرحوم کے ایصال ثواب کے مواقع پر کم از کم صرف عود دیا ہوا پانی ہی بندا گانِ خدا میں تقسیم کرنے کا عمل رائج ہے۔۔۔ حاصل کلام پانی کو عود دینا ایک امر مسنون ہے۔۔۔ ایصال ثواب کے لئے پانی کو عود دیتے وقت اگر میت مرد ہو تو اسکے لئے گھڑا یا لوٹا یا صراحی اور عورت ہو تو اسکے لئے ہانڈی بتخصیص منگوانا عورتوں کا اختیاری عمل ہے جو کسی حکم دینے کے تحت نہیں (قوت الایمان صفحہ 63-61)

حضرت مھدی علیہ السلام بی بی الہدادیؓ کے عرس مبارک کو سبوے نو (نیا گھڑا) منگوا کر حضرتہؓ کی نیت سے عود دئے ہیں اور (عود کا پانی) تمام کو پلائے ہیں۔ پھر حسب الحکم حضرت (مھدیؑ) کے ثانی مھدی رضی اللہ عنہ بھی اپنے وقت میں حضرت مھدیؑ کے عرسِ مبارک کو عود نئے سبو کو دے کے پانی آپ پئے ہیں اور (دوسروں کو) پلوائے ہیں اور ایسا ہی تمام صحابہ وتابعین کئے ہیں اور آج تک یہ تقلید جاری ہے۔ (اشرف السلوک صفحہ 57)

بندگی میاں شاہ نظامؓ نے پانی کو عود دیکر سب فقراء ومساکیں کو حضرت مھدی موعودؑ کے عرس پر پلایا تھا۔ (قوت الایمان صفحہ 63-62)

نزرونیاز اور ایصال ثواب کی نیت ان الفاظ میں کی جائے:۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نذر اللہ اور نیاز رسول اللہؐ ونیاز امام مھدی موعود مراد اللہؑ وجمیع خلفاء الستصلوت اللہ علیھم اجمعین وازواج وذریات محمدؐ وازدواج وذریات مھدیؑ وصحابہء نبوت وشہدائے نبوت وصحابہء ولایت وشہدائے ولایت وجمیع انبیاء واولیاءؒ اور فلان بزرگ کی نیاز یا فلاں کی روح کو ثواب پہنچے'' اگر اس قدر نہ کہہ سکیں تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نذر اللہ ونیاز نبی ومھدیؑ اور فلاں کی نیاز اور فلاں کی روح کو ثواب پہنچے کہنا کافی ہے۔اور یہ نیت پانی کو عود دینے کے وقت کرنا مناسب ہے۔ عود دینے کے لئے اگر مرد آدمی موجود نہ ہو تو مستورات طہارت کے ساتھ عود دے سکتی ہیں۔پانی کو عود دینے بہرہ عام نیاز ایصال ثواب کے مواقع پر حضرت مھدیؑ کے فرمان واجازت سے ثابت اور مستحبات طریقت سے ہے (چراغ دیں نبوی صفحہ 55-54)

۱۲ ۔ جمراتوں کا میٹھا

مرحوم کے مرنے کے بعد کی ہر جمعرات کو چہلم تک میٹھا پکا کر رشتہ داروں، دوستوں، خیر خواہوں، مرشدیں اور فقراء کے گھروں کو بھیجا جاتا ہے اسی طرح موت کے بعد کے پہلے ماہ رجب کی ہر جمعرات کو بھی میٹھا پکا کر تقسیم کیا جاتا ہے مسموع ہوا ہے کہ اسکا مقصد یہی خواہوں کو مرحوم کی یاد دلانا ہے تاکہ وہ اس کی مغفرت کی دعا مانگیں اور ان دعاؤں سے اللہ مرحوم کی مغفرت کرے۔

۱۳ ۔ چوتھا ، سوندھا

مھدویوں میں میت کی زیارت چوتھے دن کی جاتی ہے اور دیگر مسلمانوں کے پاس تیسرے دن اسکی سند میں جو حدیث ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ مھدویہ کا طریقہ مائل بہ احتیاط ہے۔ چنانچہ اسوۂ صحابہ کی عبارت من وعن ملاحظہ ہو۔ ''حضرت رسول اللہ ﷺ شوہر کے علاوہ دیگر اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے ہیں۔ صحابیات نے اسکی شدت کے ساتھ پابندی کی۔ جب حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا انتقال ہو گیا تو (غالباً چوتھے دن) انہوں نے خشبو لگائی اور کہا کہ ''مجھ کو خوشبو کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میں نے حضرت رسول اللہ صلعم سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوائے تین دن سے زیادہ کا ماتم کرنا جائز نہیں۔'' اسی لئے اس حکم کی تعمیل کی تھی۔ جب حضرت ام حبیبہؓ کی والدہ نے انتقال کیا تو انہوں نے تین دن کے بعد اپنے رخساروں پر خوشبو ملی اور کہا کہ ''مجھے اسکی ضرورت نہ تھی صرف اس (حضرت رسول اللہ صلعم کے حکم) کی تعمیل مقصود تھی۔''

(ابوداؤ کتاب الطلاق ۔ باب احداد المتوفی عنہا زوجہا) (ماخوذ از اسوۂ صحابہ۔ حصہ اول۔ مولفہ عبدالسلام

ندوی)

نقلیات میاں عبدالرشید کے حصہ توضیہات کے صفحہ 21-20 پر اسوۂ صحابہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان احادیث سے ظاہر ہے کے تیسرے دن اگر زیارت کی جائے تو عموماً تین دن پورے ہونے نہیں پاتے اسلئے مھدویہ کے پاس تین دن غم کے ہوتے ہیں اور چوتھے دن زیارت کی جاتی ہے اور رفع غم کے طور پر پان بتاشے اور خوشبو کا تیل تقسیم کیا جاتا ہے۔ (یہ ایک قسم کا تیل ہوتا ہے جس میں خوشبودار چیزیں پیسکر ملائی جاتی ہیں جسے سوندھا کہا جاتا ہے بعض (مھدوی) مرشدین کے پاس اس طریقے میں کچھ فرق ہے (نقلیات میاں عبدالرشید ۔ حصہ توضیحات صفحہ 21-20)

حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ چوتھے کی رسم کئے ہیں یعنے قبر پر سبزہ اتارے ہیں اور نیت سے کھانا کھلائے ہیں۔ حسنِ ولایتؓ کے وہاں یہ بات جاری ہے اور اب بھی بعض جائے جاری ہے۔ (اشرف السلوک صفحہ 58)

چراغ دیں نبوی میں ہے کہ حضرت میاں شاہ نصرتؒ نے بھی اسکو جاری رکھا۔ (چراغ دیں نبوی صفحہ 118)

نقل ہے کہ سعد اللہؓ ابن بندگی میاں شاہ دلاورؓ کا وصال احمد آباد میں ہوا۔ چار دن ہوئے تو چوتھے کا کھانا تیار کئے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے منع فرمایا۔ چالیس روز ہونے پر میاں (شاہ دلاورؓ) نے فرمایا کہ اب کھانا تیار کرو۔ کیونکہ اب بندے نے دیکھا کہ میاں سعد اللہؓ حضرت مھدیؑ کے ساتھ بہشت میں ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں چالیس دن قید کیا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ بچہ نظام الملک کی مجلس میں کبھی بیٹھا تھا۔ حالانکہ میاں سعد اللہؓ حضرت مھدیؑ کی صحبت میں تھے۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے فرزند تھے دائرہ میں انتقال کئے تھے اور حضرت شاہ دلاورؓ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی تھی۔ (حاشیہ انصاف نامہ 1369ھ صفحہ 113)

بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہ کے خاندان میں میت کا چوتھا اور اسکی زیارت نہیں کرتے۔ لیکن بندگی میاں شاہ نصرت مخصوص الزماں کے خاندان میں چوتھا کر کے اجماع کو کھلاتے ہیں اور زیارت کرنے تقلید ہے۔ (اشرف السلوک قلمی صفحات 24 تا 26)

۱۴ ۔ دسوان

''جناب الہداد حمیدؓ جگر سوز مرثیے اور تاریخیں لکھکر دسویں روز (حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی مرقد مبارک کے نزدیک اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنائیں۔'' (سوانح مہدی موعود صفحہ 77)

''حضرت خاتم ولایت محمدی (مہدی موعود) علیہ الصلوۃ والسلام کے دسویں روز کے عرس کے بعد بندگی میاں (سید خوندمیر) رضی اللہ عنہ آنحضرت خداوندے نعمت (مہدی موعود) علیہ الصلوۃ والسلام سے معاملے (خواب) میں حکم رخصت پا کر گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔'' (شواہد الویت صفحہ 491 صفحہ 332)

مطلع ولایت اور المہدی الموعود (مولفہ علامہ سید حسین) میں بھی دہم کے روز حضرت مہدی موعودؑ کی مرقد کے پاس زیارت اور مرثیہ خوانی کی نقلیات موجود ہیں۔

اس طرح تذکرۃ الصالحیں میں مزکور ہے کہ بندگی میاں (سید خوندمیرؓ) کی شہادت کے بعد ....ظالموں نے سدراسن سے بندگی میاں ملک الہدادؓ کا اخراج کیا۔۔۔ اسکے بعد بندگی میاں ملک الہدادؓ تمام دائرے کے ساتھ موضع تھراڈ میں آکر قیام فرمائے اور بندگی میاں (سید خوندمیرؓ) کے دسویں کا عرس اسی موضع میں ہوا......(تذکرۃ الصالحیں صفحہ 106)

ان نقلیات سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی موعودؑ کا بھی دسواں کیا گیا تھا اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا بھی یعنے اس زمانے میں دسویں کا عرس کرنا مرجع تھا اور اسی کی تقلید آج تک گروہ مہدویہ میں دسویں کا عرس کرنے کا عمل جاری ہے۔

۱۵ ۔ بیسواں

چوتھے اور دسویں کی طرح مرحومیں کا بیسواں بھی کیا جاتا ہے اس دن بھی مرحوم کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور اسکے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے۔ گروہ پاک میں اب بھی اسکی تقلید جاری ہے۔

کتاب کنز المومنین میں بحوالہء کتاب شرف نبوت لکھا ہے کہ ''حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ میت کے دفن کے بعد اسی روز میت کو گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے۔ اور چوتھے روز پھر گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے۔ اور پھر دسویں اور بیسواں روز اور چالیسویں روز گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے اور اسی طرح سال بھر تک ہوتی ہے۔'' (چراغ دیں نبوی مطبوعہ حیدر آباد 1992 صفحہ 118)

مولف چراغ دیں نبوی لکھتے ہیں کہ ''اسی واسطے ایصال ثواب کی نیت سے بزگانِ دیں نے دہم (دسواں) بستم (بیسواں) اور چہلم، شش ماہی اور سالہانہ عرس کے روز فقراء اور متعلقین کو کھانا کھلانے کا طریقہ جاری رکھا ہے۔'' صاحب چراغ دین مھدی نے کتاب حرز مصلیں کے حوالے سے حضرت سید زین العابدینؒ کا قول نقل ہے کہ دسویں روز ضرور حسب مقدور کھانا پکاتے ہیں اس کو دسواں کہتے ہیں۔ ایسا ہی بیسواں، چالیسواں، چھ ماہی بھی کرتے ہیں...... الخ (چراغ دیں مھدی مولفہ حضرت سید خدا بخش رشدیؒ مطبوعہ حیدر آباد 1410ھ صفحہ 54)

پچھلے دنوں ایک نیک اور پارسا بی بی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس بی بی کے فرزندوں نے چہلم کے دن تھیلیوں میں غلہ بھر کر غریبوں میں تقسیم کروایا تھا۔ سموع ہوا ہے کہ اس بی بی نے اپنی ایک رشتہ دار بی بی کے خواب میں تھلیاں بتا کر یہ کہا کہ ''میں ان کا کیا کروں؟ ''

حضرت مھدی موعودعلیہ السلام کا یہ فرمان اس رسالے کی ابتداء میں نقل کیا گیا ہے کہ ''اگر کوئی بندۂ خدا کسی میت کا کھانا کھا رہا ہے اور وہ میت معذب (یعنی اس میت پر عذاب ہو رہا ہے) تو جب تک وہ کھانا کھائے عذاب موقوف رہتا ہے۔'' (تصدیق وعمل صفحہ 63)

اگر یہ کھانا کھلانا اپنے نام ونمود اور دولت کی شان کے مظاہرے کے لئے ہے تو اس کا کسی کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کھانے کا کوئی ثواب ملتا نہیں۔ثواب صرف اسی وقت ملتا ہے جب اللہ کے واسطے کھلایا جائے۔اگر استطاعت نہ ہو تو قرض وغیرہ کر کے شان کرنا روا نہیں۔ایسی صورت میں صرف پانی کو عود دیکر پانی پلا دینا کافی ہے اسی سے مرحوم کو ثواب مل جائیگا۔

١٦ - چہلم ، گھڑی

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ مرحوم کے انتقال کے چالیسویں دن بھی چوتھے، دسویں اور بیسویں کی طرح گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے۔گور میں سختی کس طرح ہوتی ہے وہ اس نقل سے واضع ہے۔

نقل ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یحیٰ (بن معاذ) کو قبر نے اس طرح دبایا کہ ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ (نقلیات حضرت میاں سید عالم صفحہ 99) لہذا اس دن بھی متوفی کی زیارت کی جاتی ہے اور غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ قبر میں مردے کی حالت مثل ڈوبتے ہوئے انسان کے ہے۔جو فریاد کرتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی ایسی چیز مل جائے کہ اسکے سہارے سے بچ جاؤں اسی طرح مردہ بھی زندوں کی دعا کے لئے

فریاد کرتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ میرے ماں اور باپ یا بھائی یا دوست یا اولاد میرے حق میں دعا کریں۔ پھر جبکہ وہ دعا کرتے ہیں تو وہ تحفہ اس (مرحوم) کے حق میں دنیا بھر سے محبوب ہوتا ہے.... (معراج المومنین)

نیز متوفی کے راہ خدا میں ہجرت کے توشے کی نیت سے چہلم کے مواقع پر کچھ ساز و ساماں کھانا اور میوہ بھی مرشد کو بھیجا جاتا ہے۔ جس کو چہلم کی گھڑی کہتے ہیں یہ سب امور اللہ تعالیٰ کے فرمان (ترجمہ) (نیکیاں برائیوں کو زائل کرتی ہیں) کے تحت ذی استطاعت لوگوں کے لئے باعثِ اجر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ (ترجمہ) ''بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا ہے۔ نیکی کرنے والوں کے اجر کو'' پس فقراء و مساکین بھی اپنے حسب مقدور جو کچھ کریں ان کے لئے اسکا اجر ہے۔ (چراغ دیں مھدی مرتبہ حضرت سید خدا بخش رشدیؒ مطبوعہ حیدرآباد 1410ھ صفحہ 54)

پہلے ''دائرے کی تنظیم کی یہ صورت تھی کہ مالدار لوگ بھی زیادہ تر اپنے آخر عمر میں اپنے سب دنیاوی کاروبار چھوڑ کر خدا کی راہ میں دنیا داری کے گھر سے ہجرت کر کے مرشد کی صحبت میں آتے اور خدا کی طلب میں ترکِ دنیا کا اقرار کر کے یادِ خدا میں اپنی عمر کے (باقی) دن گزارتے تھے اور مفلس بھی۔۔۔ اسی طرح دائرے کی رہائش اور مرشد کی صحبت اختیار کرتے تھے۔۔ (لیکن اب حالات بدل چکے ہیں) اب زیادہ سے زیادہ کچھ سن رسیدہ لوگ کہیں کہیں ترکِ دنیا کر کے اپنے اپنے مرشدوں کے پاس مسجد کی حدود میں ساکن نظر آتے ہیں اور بعضے جو ترکِ دنیا کرتے ہیں اپنے اپنے مرشد کی رضا سے اپنے اپنے اہل و عیال یا عزیز و اقارب ہی کے پاس رہ کر نماز و ذکر کی حفاظت کے ساتھ اپنی عمریں بسر کرتے ہیں۔ بہت سارے اشخاص آخر وقت دنیا ترک کرتے یا ترکِ دنیا کے ارادے کے ساتھ وفات پاتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے ہجرت کے وقت کے توشے ان کے چہلم کے موقع پر راہ خدا میں ہجرت کی یادگار میں ان کے مرشدوں کو دئے جاتے ہیں۔ اور ہجرت کے وقت کے توشہ کے ساز و ساماں کو جو متوفی کے چہلم کے موقع پر مرشد کو دیا جاتا ہے چہلم کی گھڑی کہنے لگے ہیں۔'' (آئین مھدویہ صفحہ 22-21)

تقریباتِ چہلم کی تقلید حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت مھدی موعودؑ اور صحابہؓ کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ میاں شاہ دلاورؓ کے فرزند میاں سعد اللہؓ احمد نگر میں وفات پائے جب ان کے چوتھے

کی نیت کا کھانا پکانا شروع کیے تو میاں دلاورؓ نے منع فرمادیا یہاں تک کہ جب چالیس دن ہوئے تو حضرت شاہ دلاورؓ نے حکم دیا کہ اب کھانا پکاؤ۔ بندے نے اسکو (یعنے میاں سعداللہؓ کو) حضرت مہدیؑ کے ساتھ بہشت میں دیکھا ہے.... (نقلیات میاں سید عالم۔مطبوعہ حیدرآباد 1376ھ صفحہ 23)

حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ کے خانداں میں چہلم کو گھڑی باہر نہیں نکالتے ہیں جب کہ حضرت بندگی میاں شاہ نصرت مخصوص الزمان کے خانداں میں چہلم کے روز گھڑی باہر نکال کر تقسیم کرتے ہیں۔ (اشرف السلوک صفحات 24 تا 26) (یہ دونوں حضرات بندگی میاں حضرت نور محمد خاتم کارؒ کے خلفائے کرامؒ ہیں)۔

عام طور پر چہلم میں کاسب مرحوم کے لئے دو روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔لیکن مرشدوں کے چہلم میں پانچ یا سات یا نو روٹیاں پکانے کی تقلید ہے بعض مرشدوں کے خاندانوں میں روٹی پکانے اور تقسیم کرنے کا رواج نہیں ہے۔

بعض خاندانوں میں 39 ویں دن بعد عشاء گھڑی اٹھائی جاتی ہے اور چالیسویں دن صبح زیارت ہوتی ہے اور کھانا کھلایا جاتا ہے۔اور بعض خاندانوں میں چالیسویں دن صبح زیارت ہوتی ہے اور کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسی شام گھڑی اٹھائی جاتی ہے۔اگر چالیسواں دن جمعہ کا ہو تو زیارت صبح میں نہیں بلکہ بعد نماز جمعہ ہوتی ہے۔

۱۷ ۔ چھے ماہی اور سالیانہ عرس

چھ ماہی کو ششماہی اور پہلے سالہانہ عرس کو برسی اور بعد کے عرس کو صرف عرس کہا جاتا ہے۔ان دونوں نیتوں کی تقلید حضرت رسول اکرم صلعم کے زمانے سے ہے اور خود حضرت رسول اللہ صلعم کا عرس حضرت مہدی موعودؑ نے کیا تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ شہر مانڈو میں جس روز حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا عرس تھا۔ حضرت مہدی موعودؑ کے

چوٹے فرزند میاں سید اجملؓ حضرتؑ کے پاس تھے۔ حضرت علیہ السلام نے میراں سید محمودؓ سے فرمایا کہ "دیکھو اور برادروں کو کھانا کھلاؤ۔" میراں سید محمودؓ میاں سید اجملؓ کو اٹھا لئے۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا مت لے جاؤ۔ حضرت سید محمودؓ نے فرمایا میرے پاس ہے۔ میاں سید محمودؓ میاں سید اجملؓ کو کھلا رہے تھے.....میاں سید اجملؓ..... یکایک دیگ میں گر پڑے۔ ہاتھ پکڑ کر باہر کئے۔ وفات پائے.....الخ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 251-252)

حضرت مھدی موعود علیہ السلام حضرتہ بی بی الہدادیؓ کے عرس مبارک کو سبوئے نو منگوا کر بی بی کی نیت سے عود دیئے ہیں اور عود کا پانی سب کو پلائے ہیں۔ اسی طرح حضرت ثانئ مھدی حضرت میراں سید محمودؓ نے حضرت مھدی موعودؑ کے عرس کے دن بھی نئی سبو کو عود دیکر پانی پیئے ہیں اور دوسروں کو پلوائے ہیں۔ ایسا ہی تمام صحابہؓ وتابعینؒ کرتے آئے ہیں اور اب تک یہ تقلید جاری ہے۔ (اشرف السلوک صفحہ 57)

نقل ہے کہ بادشاہ گجرات کے منصب دار منجوجی خطائی حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ سے تلقین ہوئے تھے۔ موضع ادونڈا (انوندرا) انکی جاگیر تھی۔۔۔ کشائیش باطنی رکھتے تھے.....انہوں نے بندگی شاہ نظامؓ سے درخوست کی کہ "بندے کی موت کے چھ مہینے پہلے اس بندے کو اطلاع فرمادیں تاکہ بندہ توبہ اور ترکِ دنیا کر کے خوندکار کی خدمت میں حاضر ہو جائے..." جب بندگی میاں شاہ نظامؓ کو منجوجی کے انتقال سے پہلے ان کے انتقال کی اطلاع ملی تو انہوں نے منجوجی کے گھر اطلاع کروادی۔ منجوجی کہیں مہم پر تھے اطلاع ملتے ہی پہلے گھر آئے اور پھر شاہ نظامؓ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے ہی میں مرض الموت نے آلیا...ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت نظامؓ نے چند لوگوں کو منجوجی کے استقبال کے لئے روانہ کیا تھا۔ انہیں ہدایت دی تھی کہ اگر حالت حیات میں پاؤ تو اِس جگہ لے آؤ۔ ورنہ فلاں باغ میں جو راستے میں ہے دفن کر کے آؤ۔ ابھی اندوندرا پہنچنے کے لئے تین منزلیں باقی تھیں منجوجی کی وفات ہوگئی۔ لہٰذا ہدایت کی تعمیل کی گئی۔ جب چھ مہینے گزرے (یعنی چھ ماہی کے دن) شاہ نظامؓ منجوجی کی قبر پر نعلین کے ساتھ چڑھے۔ پھر قبر سے اتر کر آن حضرت شاہ نظامؓ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا آج منجوجی نے حبس سے رہائی پائی۔ اس کے بعد کچھ کھانا ان کے ایصال ثواب کی نیت سے پکوا کر شاہؓ نے سب کو کھلایا

(تذکرہ الصالحین صفحہ 272 تا 274 ۔۔۔ حاشیہ انصاف نامہ صفحہ 127)

اس سے ثبوت ملتا ہے کہ چھ ماہی اور سالیانہ عرس کی تقلید بھی گروہ مہدویہ میں شروع ہی سے ہے۔

۱۸ ۔ بہرۂ عام

بہرہ عام مبارک کی ابتداء امام مہدی موعود خلیفہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے ہے۔ام المومنین حضرۃ بی بی الہدادیؓ کے بہرۂ عام کا عمل امامؑ کے حضور سے اب تک گروہ مہدویہ میں جاری ہے۔ سَمِعْنَا و اَطَعْنَا (جز ۳ رکوع ۸) یعنی ''ہم نے سنا اور مان لیا''

بہرۂ عام کی اصلیت بہرۂ عام کے لفظوں سے ظاہر ہے بہرۂ عام کا جو مقصد ہے اسکو بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؓ کے خلیفے حضرت بڑے شاہ میاں عرف سید یداللہؒ کے فرزند میاں سید یحییٰؒ نے واضع طور پر فرمادیا ہے۔وہ یہ ہے.....(ترجمہ):۔ ''نقل ہے کہ ایک روز (حضرت میاں سید یحییٰؒ نے) قاسم صاحب سے فرمایا کہ میری نیت سے تھوڑا یا بہت، جو کچھ میسر ہو، کرو۔اگر کچھ میسر نہ ہو تو پانی کو عود دو۔ جو شخص عود کے پانی سے ایک گھونٹ پیئے گا، اسکو نیک توفیق ہوگی، اور اسکا خاتمہ بخیر ہوگا۔ (تذکرۃ المرشدین)

''امامؑ کا بہرۂ عام مبارک صحابہء امامؑ نے بالاجماع والاتفاق کیا ہے۔ چنانچہ مولف تاریخ سلیمانی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ (ترجمہ):۔ 'وہ چونکہ بندگی میاں سید خوندمیر۔سید الشہداء۔صدیق ولایتؓ نے امامؑ کا بہرۂ عام مبارک کیا۔اور بندگی ملک الہدادادؓ خلیفہ گروہ نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا بہرۂ عام کیا تو مرشدین قطبین بندگی میاں شہاب الحقؒ وبندگی میاں سید محمود نجی خاتم المرشدینؒ نے بھی حضرت خلیفہ گروہ کا بہرۂ عام کیا۔ اور جب خلیفہ گروہ کے فرزند (حضرت ملک پیر محمدؒ) جو بیابانِ حقیقت کے ایک مشیر تھے۔خلیفہ گروہؓ کا بہرۂ عام کرتے تھے۔بندگی میاں شہاب الحق اور بندگی میاں سید نجی خاتم المرشدین بہرۂ عام کا تبرک لیتے تھے ؎....

''جس طرح امامؑ کا بہرۂ عام مبارک گروہ مھدویہ میں مسلسل آیا ہے، اسی طرح صحابہ امامؑ کا بہرۂ عام مبارک مسلسل ہوتا آیا ہے''...

''چونکہ بہرۂ عام بھی افعال ارشادی سے ہے۔ لہذا اسکی ادائی کے مستحق تارکین (دنیا) ہیں۔ کاسبین نہیں'' (حضرت میاں سید دلاورؒ عرف گورے میاں صاحب بیگم بازار حیدرآباد کے ایک فتوے سے اقتباس)

۱۹ ۔ نان ریزہ

بہرۂ عام کے روز چنے، بلّر، لوبے اور گیہوں بزرگوں کی نیت سے پکوا کر ان کو نان ریزے کے نام سے تقسیم کرنے کا عمل در آمد قدیم ہے۔ مٹھائی، پوری، کھجور لا کر نان ریزے کے نام سے تقسیم کرنے کا عمل در آمد نہیں۔ چنانچہ مولف تاریخ سلیمانی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ (ترجمہ):۔ 'جب ملک الھداد خلیفہء گروہؒ کے وقت میں آنحضرت کے دائرے میں بہت اضطرار رہا تو اجماع بہرۂ عام کے روز گھونگیاں پکوا کر تقسیم کرتے تھے۔ ملکؒ کے وصال کے بعد چونکہ ملکؒ کے زمانے میں بہرۂ عام کا تبرک گھونگیاں تھیں۔ پس قطبین مرشدین (حضرت شہاب الحقؒ اور حضرت سید نجی خاتم المرشدینؒ نے بھی گھونگنیوں کی روش کو برقرار رکھا۔ بلکہ امامؑ کے تمام گروہ نے گھونگنیوں کی روش ہمارے زمانے تک مقرر و مشہور ہو کر جاری ہوگئی ہے۔ مگر بعضے بزرگوں نے، گھونگنیاں پکانے کی بھی سکت نہ ہونے سے، صرف پانی کو عود دیکر تقسیم فرمایا ہے......' '' (حضرت میاں سید دلاور عرف گورے میاں صاحب کے ایک فتوے کا اقتباس)

نان ریزہ تبرک ہے اور اسکا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ گروہ پاک میں اسکی بڑی عزت اور عظمت ہے۔ یہ صرف کھانے کی چیز سمجھ کر اسکی عزت نہیں کی جاتی بلکہ اسکی عزت اسلئے کی جاتی ہے کہ جس بزرگ کا بہرۂ عام ہے ان کا روحانی فیض ہے جو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور یہ فیض داریں کی بہتری کا باعث ہوتا ہے۔

پہلے تو صرف فیض تقسیم ہوا کرتا تھا لیکن نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں ملک الھداد خلیفہء گروہؒ نے نان

ریزے کی بنیاد ڈالی۔ ہوا یوں کہ بہرۂ عام کے دن تقسیم کے لئے حضرتؒ نے پچھوایا کہ گھر میں تقسیم کے لئے کیا ہے ۔ کچھ روٹیاں (نان) تھیں۔جو تقسیم کے لئے بھیجی گئیں۔ان کے ٹکڑے تقسیم کئے گئے اور اس طرح نان ریزے کا نام پڑ گیا۔جو اب تک جاری ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خداؐ سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی کہ۔''یارسول اللہؐ میں آپ سے کثیر احادیث سنتا ہوں، مگر انہیں یاد نہیں رکھ پاتا۔''اس پر حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ ''اپنی چادر بچھاؤ۔'' جب چادر بچھائی گئی تو حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے انہیں کچھ دیا اور کہا کہ اسے اپنے سینے پر مل لو۔کوئی نہیں دیکھ پایا کہ حضرتؐ نے کیا دیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے کیا اپنے سینے پر مل لیا۔اسکے بعد حضرت ابوہریرہؓ کو اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت نہیں رہی۔حضرت ابوہریرہؓ اصحاب صفہ میں سے تھے۔اور انہیں رسول اللہؐ سے جو فیض حاصل ہوا۔اس سے ان کی حافظہ کی کمزوری کی شکایت جاتی رہی۔(جریدہ جدید البیان جلد 1/ شمارہ 6)

نان ریزہ کے معنی روٹی کے ٹکڑے ہیں۔حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے جیون پور سے ہجرت کا آغاز فرمایا اور مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے جنوب میں گلبرگہ تک تشریف لائے اور مکہ معظّمہ میں حج بیت اللہ کا فرض ادا فرمایا اور واپس ہندوستان آکر افغانستان تشریف لے گئے۔شمالی ہندوستان اور اس علاقہ میں جسے اب پاکستان کہا جاتا ہے۔کھانا کھانے کی بات نہیں ہوتی۔وہ پوچھتے ہیں۔''آپ نے روٹی کھائی ؟''

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ''نان ریزے'' کی اصطلاح کی ابتدا کہاں سے ہوئی۔لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی روایتیں انجیل میں آئی ہیں۔ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وعظ و بیان میں مصروف تھے اور سامعین کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔حضرتؑ کے حواریوں نے حضرت سے کہا کہ ''ان لوگوں کو چلتا کرو۔اطراف کے دیہاتوں میں جاکر اپنے کھانے کا انتظام کریں۔'' حضرتؑ نے فرمایا کہ ''انہیں کھانے کو دو۔'' حواریوں نے کہا کہ ''ہمارے پاس پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے زیادہ کچھ نہیں۔'' حضرتؑ نے حکم دیا کہ سامعین کو پچاس پچاس کی قطاروں میں بیٹھاؤ۔پھر حضرتؑ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں اپنے ہاتھوں میں لیں۔ آسمان کی طرف دیکھکر دعا کی، پھر روٹیوں کو توڑ توڑ کر ٹکڑے بناتے گئے یہ ٹکڑے ٹوکریوں میں لے جاکر لوگوں کو

دئے جانے لگے۔ سارے سامعین کھا کر سیر ہوگئے۔ پھر بارہ ٹوکریاں بچے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کی ہوئیں۔ ایک اور روایت بھی ایسی ہی انجیل میں آئی ہے۔ یہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزے تھے۔ فیض اس طرح کی تقسیم شدہ رسولوں کی سنّت ہے جسے ملک الہداد ؒ نے زندہ کیا۔

حدیثِ شریف

حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ''میں ان قوموں کو پہچانتا ہوں کہ اللہ کے پاس میں جہاں رہونگا وہ بھی وہیں رہینگے۔ وہ نہ نبی ہونگے، نہ شہید ہونگے۔ لیکن انبیاء اور شہداء اللہ کے پاس ان کے مقام کو دیکھکر آرزو کرینگے۔ یہی لوگ اللہ کے فضل سے باہم یک دگر محبت رکھنے والے ہیں..... یہ لوگ بادشاہ قادر (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) کے پاس مقام صدق میں رہینگے۔ (انصاف نامہ مطبوعہ صفحہ 323)

۲۰ ۔ کتابیات

۱۔ ماہیۃ التقلید حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1377ھ

۲۔ آئین مھدویہ ۔ حضرت سید خدابخش رشدیؒ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1390ھ

۳۔ رسالہ ازادالناجی۔ حضرت میاں سید میرانجی مرشد الزماںؒ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1378ھ

۴۔ چراغ دین مھدیؑ۔ حضرت سید خدابخش رشدیؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1410ھ

۵۔ قوت الایمان۔ حضرت سید نجم الدین مجتہدی۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1391ھ

۶۔ چراغ دین نبوی۔ حضرت سید پیر محمدؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1992ء

۷۔ بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی۔ مطبوعہ دہلی سال اشاعت نامعلوم

۸۔ نقلیات میاں سید عالمؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1376ھ

۹۔ حاشیہ انصاف نامہ حضرت ولیؒ بن یوسفؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1369ھ

۱۰۔ تذکرہ الصالحیں ۔حضرت سید حسینؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1381ھ

۱۱۔ فقہ عالیہ ۔حکیم سید باقر اسحاقیؒ ۔ مطبوعہ بنگلور 1381ھ

۱۲۔ انصاف نامہ حضرت ولیؒ بن یوسفؒ حیدرآباد 1407ھ

۱۳۔ الفاروق حصہ اوّل ودوّم شبلی نعمانی ۔ مطبوعہ دہلی سن اشاعت نامعلوم

۱۴۔ اشرف السلوک مولفہ حضرت سید اشرف مھدوی۔ قلمی 1303ھ

۱۵۔ نقلیات میاں عبدالرشید مع توضیحات مولفہ حضرت ابوسعید سید محمودؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد 1369ھ

۱۶۔ سوانح مھدی موعودؑ مولفہ حضرت سید ولیؒ سکندرآبادی ۔ مطبوعہ دہلی 1345ھ

۱۷۔ شواہد الولایت حضرت شاہ برہان الدینؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن 1379ھ

۱۸۔ مصلع الولایت حضرت میاں سید یوسفؒ ۔ مطبوعہ حیدرآباد 1374ھ

۱۹۔ المھدی الموعود مولفہ علامہ سید حسینؒ حیدرآباد دکن 1358ھ

۲۰۔ معراج المومنین ۔ مطبوعہ ۔ دہلی سال اشاعت نامعلوم

۲۱۔ تصدیق وعمل محمد نورالدیں عربیؒ ۔ حیدرآباد دکن 1379ھ

۲۲۔ العقائد ۔ جلد سوم ۔ حضرت سید اشرف شمسیؒ ۔ حیدرآباد 1336ھ

۲۳۔ حج کے مسائل ۔ عبدالواجد قادری ۔ دہلی 1416ھ

۲۴۔ حضرت مولانا سید دلاور عرف گورے میاں صاحبؒ بیگم بازار ۔ حیدرآباد ۔ کا ایک فتویٰ قلمی

۲۵۔ انجیل ۔ اردو ترجمہ

Designing & Printed by
A-ONE OFF-SET PRINTERS
Behind **HDFC ATM** B.M. Road Channapatna
ph : 080-27253153 / 99868 87013